

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَنَامُ وَلَا يَسْخَرُ مِنْكَ شَيْءٌ  
اِنَّمَا اِنَّا نَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَنَامُ وَلَا يَسْخَرُ مِنْكَ شَيْءٌ

کون دیتا ہے دینے کو مسچا ہے  
دینے والا ہے مسچا ہوا نبی ﷺ

# اللقاسم



مولانا محمد انور رضوی

# آفتابِ مسموم

نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا و سخا پر بہترین  
حسین تحفہ

## تصنیف

مولانا محمد انور رضوی

گاہندہاں چک نمبر 86 ر۔ ب، تحصیل شاہ پور ضلع ننکانہ صاحب پاکستان

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	القاسم منہ فیہ منہ الخ لعینین باسم سید الکونین
صفحات	۱۸۲ مجلد
مصنف	مولانا محمد انور رفسوی
ناشر	مکتبہ فیض رضا شاہ کوٹ نوری مسجد
قیمت	70 روپے
تاریخ اشاعت	ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۲۸ھ مارچ ۲۰۰۷ء
بار	دوم
تعداد	ایک ہزار
ناشر ڈیزائننگ	محمد عقیل عابد
مطبع	محسن کمپیوٹر پرنٹرز منشی محمد علی نمبر ۱۶ مین پور بازار فیصل آباد

### ملنے کے پتے

- 1- مکتبہ المحضرات احمد مارکیٹ دوکان نمبر 25 غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار لاہور
- 2- مکتبہ قادریہ قادریہ لاہور بازار لاہور
- 3- مکتبہ مسلم کتابوی لاہور
- 4- مکتبہ روحانی پبلشرز زور بار مارکیٹ ۱۸۸ لاہور
- 5- مکتبہ چشمہ جنگ بازار فیصل آباد
- 6- مکتبہ نور جامعہ مسجد خضر اہل بیت کا کوئی نمبر 1 فیصل آباد
- 7- مکتبہ سلطانی ارشد مارکیٹ بازار فیصل آباد
- 8- مکتبہ رضا مصطفیٰ شاہ کوٹ

بندہ احقر بصد عجز و نیاز ہدیہ کتاب ہذا کو

بخدمت حضور عالی سرتاج سالار عاشقان مرکز ہدایت عارفان سیدی و  
مرشدی حضرت قبلہ شیخ الحدیث و تفسیر محدث اعظم الحاج علامہ مولانا ابوالفضل  
محمد سرور احمد صاحب قدس سزہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہے۔  
جن کی ذات ہستی نے عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر اس دنیا میں  
عالم اسلام کو درس حدیث شریف سے نوازا اور نعرہ یار رسول اللہ ﷺ کو ہر  
جگہ بلند فرمایا ہم سب کو ان کے ارشاد گرامی اور طریقہ مستقیم پر چلنے کی توفیق  
عطا فرمائے۔

حضرت کے مزار پر انوار پر ہمہ وقت نور کی بارش نازل فرمائے آستانہ عالیہ  
محدث اعظم کے روحانی فیض اقدس سے تاقیامت چشمہ فیضان آب حیات  
جاری و ساری رکھے۔ آپ کے جائے نشین حضرات صاحبزادگان کو عمر دراز اور  
عمل کثیر کی دولت بخشنے کے ساتھ مراتب و درجات بلند فرمائے۔

آمین ثم آمین



## انتساب

شیخ الاسلام فتاویٰ الرسول ﷺ نائب غوث اعظم فی الہند امام اہل سنت و مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان محدث فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے نام میں کتاب ہذا کو منسوب کرتا ہوں۔

جن کی ہستی انکار نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور فیضان غوث اعظم سرکار بغدادی رضی اللہ عنہ کی امین ہونے کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کیلئے قابلِ فخر سرمایہ اور بے دین گستاخوں کے حق میں سیفہ القاطعہ مسلم و تسلیم ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو انکے فیضانِ روحانی و باطنی سے ہمیشہ منور و مستفیض فرمائے۔

## آمین ثلثہ آمین

قارئین حضرات کی خدمت میں التماس و گزارش ہے کہ کتاب ہذا کو وقت مطالعہ چشمِ حسن دیکھے اگر کسی مقام پر کوئی کمی نظر آئے تو برائے کرم مطلع فرمادیں عینِ کرم و شفقت ہوگی۔

طالبِ دعائے خیر راقم

## فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۹	تقریظ	۱
۱۰	تقریظ	۲
۱۱	انتساب	۳
۱۲	نذر	۴
۱۳	قرآنی استدلال	۵
۱۴	استدلالِ حدیث	۶
۱۵	حرفِ آغاز	۷
۱۶	نعتیں بائٹا جس طرف وہ ڈیشان گیا	۸
۱۸	کہاں ارشادِ بانی کی وہ تعلیم کرتے ہیں؟	۹
۱۹	اسمِ احمد سر وحدت لازوال	۱۰
۲۰	محبوبِ خدا سر اللہ مجتبیٰ او مصطفیٰ	۱۱
۲۱	محمد سید و میر جہاں ہست	۱۲
۲۲	یارِ رسول اللہ حبیبِ خالق کیا توئی	۱۳
۲۳	شاہنشاہِ ارض و سما بلخِ علی کمالہ	۱۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵	یا صاحب الجہاں دیاسید البشر	۲۲
۱۶	اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵
۱۷	عطائے مصطفیٰ علیہ التیجۃ والثناء	۲۶
۱۸	حکم رسول کی اہمیت	۲۸
۱۹	بنفہ رسول کا انجام	۲۹
۲۰	اہل و نہی کے ثمرات جلیلہ	۳۰
۲۱	واجب القتل کون؟	۳۲
۲۲	اہل ایمان کون؟	۳۵
۲۳	عطائے علم کا ناز	۴۱
۲۴	خرف ملاقات میں رازداری	۴۲
۲۵	فیضانِ ادبیہ کا اثبات حقیقی	۴۳
۲۶	قرآن و رسے صدائے سعیدی کا حصول	۴۴
۲۷	عین حیات میں برزخ کی تلقین کرنا	۴۵
۲۸	زندگی عطا کرنے میں اختیارات	۴۶
۲۹	کوثر کا عطا فرمایا جانا	۴۸
۳۰	بے مثل نبوت کے کمالات جلیلہ	۵۰
۳۱	کوثر کی حقیقت کا انکشاف	۵۱
۳۲	امت محمدیہ کی صفوں کی شماریات	۵۳
۳۳	مصطفیٰ کی رضا ہے خدا کی رضا	۵۴
۳۴	نقصیتِ اہلبیت اطہار	۵۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۵	نب و صہر میں امتیازی حیثیت	۵۸
۳۶	شفاعتِ مصطفیٰ امین حق ہے	۵۹
۳۷	اللہ کا وعدہ حق ہے	۶۲
۳۸	حاجت براری میں حقیقتِ ازلیہ	۶۳
۳۹	حضورِ رحمتِ عالم ہیں	۶۵
۴۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وسیع ہے	۶۶
۴۱	حضور ہر وقت حاضر و ناظر ہیں	۶۷
۴۲	کامل و مکمل رحمت کون؟	۶۷
۴۳	لفظِ رحمت کا مفہوم اور معانی	۶۹
۴۴	آپ کے امین و صادق ہونے پر اثبات	۷۲
۴۵	شکوہ و شبہات کا ازالہ	۷۴
۴۶	نجد سے فقہ کا آغاز ہونا	۷۵
۴۷	شیخ نجد کی حقیقت کا انکشاف	۷۶
۴۸	نبی غیب دان کی غیب دانی	۷۸
۴۹	لفظِ وہابی کا انکشاف	۷۹
۵۰	وہابیت کی پرکھ پرچول	۷۹
۵۱	عبدالوہاب کون تھا؟	۷۹
۵۲	حق و باطل کی گواہی	۷۹
۵۳	کیا محمد الیہ السلام نبیِ اہل سنت تھا؟	۸۰
۵۴	خارج از اسلام کون؟	۸۰



صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۱	عطا ئے رسول کی جانب	۵۵
۸۲	لفظ قاسم کی تعریف حقیقیہ	۵۶
۸۳	سب سے بڑا سنی کون؟	۵۷
۸۶	گنج نہاں کا انکشاف جلیلہ	۵۸
۸۸	نعت حقیقیہ کون؟	۵۹
۸۹	شرح نورانی بحق فیض ریزہ دانی	۶۰
۹۲	منہج جو دو سخا کون؟	۶۱
۹۳	مخزن البرکات کون؟	۶۲
۹۴	کیا اللہ کا رسول غنی کر دیتا ہے؟	۶۳
۹۶	نبی کی دعا کے ثمرات جلیلہ	۶۴
۹۶	غنی کون کرتا ہے؟	۶۵
۹۷	انبیاء صاحب عزت اور نعمتیں دیتے ہیں	۶۶
۹۹	اقسام مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء	۶۷
۱۰۰	آدم بر سر مطلب	۶۸
۱۰۱	دو فرل احادیث کا مطلب	۶۹
۱۰۲	عطیات کی تعریف کا راز	۷۰
۱۰۳	صدقہ فطر کی حقیقت جلیلہ و نبیلہ	۷۱
۱۰۴	عوشی میں شرکت کرنا	۷۲
۱۰۴	سوال کس سے کیا جائے؟	۷۳
۱۰۷	وہ زباں جس کو سب کس کی سبھی کہیں	۷۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۸	گر جے کو مسجد بنانا کیا ہے؟	۷۵
۱۰۹	عظمت دربار مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء	۷۶
۱۱۰	بکریاں عطا فرمانا	۷۷
۱۱۱	خزائن الارض کی کلید کا راز	۷۸
۱۱۲	قاسم حقیقی کون؟	۷۹
۱۱۳	حضور کی ملکیت حقیقی	۸۰
۱۱۳	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کے ثمرات جلیلہ	۸۱
۱۱۵	چشمے اہل رہے ہیں	۸۲
۱۱۷	آقا ئے نعمت کی دعا کا کمال	۸۳
۱۱۸	خیرات کا حصول برکاتیت	۸۴
۱۲۰	میرے مصطفیٰ ہر مرض کی دوا	۸۵
۱۲۰	جبریل کا کارنامہ	۸۶
۱۲۱	قاسم الایمان کون؟	۸۷
۱۲۲	عالم کتاب و حکمت کون؟	۸۸
۱۲۳	ارادہ میں تبدیلی پیدا کرنا	۸۹
۱۲۴	نبی غیب دان کی غیب دانی	۹۰
۱۲۶	امت کا غم غوار کون؟	۹۱
۱۲۸	رحمت عالم کا حکم پر پتھر باندھنا	۹۲
۱۳۰	برکات در برکات	۹۳
۱۳۳	ایمان کی رولت دیتے ہیں	۹۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۹۵	ہنگلیوں سے پانی کا جاری ہونا	۱۲۵
۹۶	ہنگلیوں کی درد کا کدہ ہو جانا	۱۳۶
۹۷	بارش کا اترنا	۱۴۰
۹۸	دلوں کی کم طوفانی کا سبب	۱۴۱
۹۹	علم مافی الارحام	۱۴۲
۱۰۰	میرا بیٹا صلح کر ائے گا	۱۴۵
۱۰۱	حضرت امام حسن کی صلح کب ہوئی؟	۱۴۶
۱۰۲	نبی غیب دان کی غیب دانی کا انکشاف	۱۴۸
۱۰۳	ابو جہل کے قتل سے آگاہی	۱۴۸

### قریظہ مبارک

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استاد العلماء حضرت علامہ مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم القدریہ کی تصنیف لطیف سے چند مقامات پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جس کو پڑھ کر خوشی محسوس ہوئی بلکہ ان کی طالب علمی کی محنت کا زمانہ یاد آگیا۔ غالباً 1954ء جس زمانہ میں حضرت قبلہ موصوف شریف شریف کے جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں استاذ الاساتذہ ابوالحسن حضرت علامہ مولانا حافظ محمد علی صاحب پسروری کے پاس ہمارے ساتھ قانونیہ کچھ دلی پڑھتے تھے اور اس کے قوانین اور ابواب کو اس طریقہ سے یاد اور حفظ فرماتے تھے کہ اہل محلہ کو بھی پتہ چل جاتا تھا کہ کوئی صحیح محنتی طالب علم سبق یاد کر رہا ہے۔ بلکہ ان کا قوانین کو یاد کرنا ضرب المثل تھا۔ حضرت نے محنت شاقہ سے درس نظامی کی کتب کو یاد فرمایا بلکہ تکمیل علوم کے بعد حضرت نے کئی علاقوں میں تبلیغ دین کا وہ طریقہ اپنایا جو کہ ہمارے اسلاف صالحین کا طریقہ ہوتا تھا اس کتاب مسکنی "القاسم" پر حضرت مولانا نے خوب محنت کر کے سلف صالحین کی یاد تازہ فرمادی ہے۔ آخر زماں پیغمبر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات و فضائل کو اس انداز سے تحریر فرمایا ہے کہ ہر خاص و عام کو یکساں فائدہ ہوگا۔ بلکہ انداز بیان کا بھی ضامن طریقہ بیان فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تصنیف و لطیف کو مقبول خاص و عام فرمائے۔ اور اس پر حضرت کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے اجر عظیم عطا فرمائے اور توشہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین

جنتی سید سرفراز حسین شریف دہلوی علیہ الرحمۃ وعلیہ السلام پارسیدالشریف بغداد شریف

تعمیر وازخانہ ان حضرت امام ربی سرکار عالم اعلیٰ جامعہ پیشہ فیض العلوم مکان روز لاہور 12-15-04



## تقریظ سعید

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بقیہ السلف، حجتہ الخلف، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد انور صاحب رضوی  
برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف ”**القاسم**“ باجرہ الفروز ہوئی جو سید عالم،  
نبی مکرم قاسم خزاکن الہیہ جناب احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات  
ستوہ صفات کے فضائل و شمائل اور کمالات و معجزات پر مبنی ہے۔

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و محاسن کی تلخ اشاعت ہر  
اہل علم پر فرض ہے اور اسی فرض کی بجا آواری کے لئے مولانا الموصوف نے قلم  
و قریطاس کو وسیلہ بنایا ہے۔ تاکہ ہر گاہ قاسم کنوز باری تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہوں۔

الحمد للہ علی منہ وکرہہ تعالیٰ اس مقصد خیر میں مولانا الموصوف کا  
میاں نظر آتے ہیں۔ دعا ہے رب العالمین ان کی مساعی جلیلہ باریابی کا شرف  
عطا فرمائے۔ اور ”**القاسم**“ کو مقبول خاص و عام بنائے۔ امین ثم  
امین۔ بجا طہ و یاسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وصحبہ وبارک وسلم

نقل

محمد منشاء تابش قصوری (مرید کے)

مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ ۱۳ مارچ ۲۰۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْلَیْہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیْہِ وَ  
صَفِیْہِ وَآلِہِ وَصَحْبِہِ  
اَجْمَعِیْنَ  
اَمَّا بَعْدُ

کتاب القاسم حضرت علامہ مولانا محمد انور صاحب رضوی زیدہ مجددہ کامرتب کردہ  
کو بعض مقامات سے دیکھا۔ عظیمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آئینہ پایا۔ جس سے  
اہل ایمان اور طبایع حق کو اس سلسلہ میں صحیح سمت کی رہنمائی ہوگی۔ مولانا تعالیٰ علامہ  
کی اس سعی نیک کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے۔ اور اس کتاب سے اہل اسلام کو  
ہدایت و حق کی راہ سمجھنے میں مدد و معاون و نافع بنائے۔ امین مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
والتسلیم۔

کتبہ بقلہ

خادم اہلسنت۔ ابراہیم محمد عبد الکریم ابدالی چشتی رضوی عفی عنہ  
خادم دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگرہاں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہرہیں اسم محمد سے اُچھلا کر دے

عقلمند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بھانا ہر مسلمان کی اسی طرح ذمہ داری ہے جس طرح احکام اسلامیہ پر عمل کرنا اور ان کی تبلیغ کرنا۔ آئمہ اسلام فرماتے ہیں کہ جس شخص کا دل محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار نہیں وہ ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتا۔

حضرت علامہ مولانا محمد انور رضوی قدس سرہ نے یہی فریضہ ادا کرنے کے لیے قابل قدر کتاب الْقَاسِمَةُ تحریر کی ہے۔ مولائے کریم جل مجدہ اسے شرفِ قبر بیتِ عطا فرمائے اور باعثِ فائدہ عوام و خواص بنائے۔ امین

محمد عبید اللہ شریف

قادیسی مستند  
لاہور

۱۹ شوال ۱۴۱۱ھ

۱۹ مئی ۱۹۹۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ

إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ قَوْمٌ أِيمَاءٌ

لَمْ يَنَالُوا فِي مَا نَقَمُوا إِلَّا

أَنْ أَغْنَيْهُمْ اللَّهُ

وَرَسُو لَهُ مِنْ

فَضْلِهِ

البتہ تحقیق انہوں نے کلمہ کفر کہا اور کافر ہو گئے۔ بعد اپنے اسلام لانے کے اور ارادہ کیا انہوں نے اس کا جو نہیں پہنچا ان کو۔ اور نہیں ناگوار گزرا ان کو مگر یہ کہ غنی کر دیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

نے

اپنے فضل سے۔

(سورۃ توبہ پٹا)

اَنَا قَاسِمٌ

وَاللَّهُ يُعْطِي

بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوتے

اور  
اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

(الحديث نبوي صلى الله عليه وسلم)

## حرفِ آغاز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِلَى

الطَّاهِرِينَ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

خالق کائنات جل جلالہ الکریم کالاکھ لاکھ شکر ہے جس نے محض اپنے فضل و  
کرم اور اپنے محبوب کریم علیہ التیجہ والتسلیم کے صدقے سے مجھے یہ صحیفہ  
نور لکھنے کا شرف عطا فرمایا۔

میں

نے اس کتاب میں قاسم نعمت رب الارباب حضور رسلاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اقتدار و اختیار کی چند لمبی  
جھلکیاں پیش کی ہیں۔ جن میں آپ کا تالبدالآباد خزانہ الہیہ کو تقسیم فرمانا و زبردوشن  
کی طرح واضح اور ظاہر ہے۔



مجھے اُمید ہے کہ یہ صحیفہ نور عاشقانِ رسول کے ایمان کو مزید مضبوط کرنے  
 میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ منکرینِ شانِ رسالت کے لیے بھی لمحہ  
 فکر و ثابت ہوگا۔ اس لیے میں نے اس کتاب میں نہ تو تصور آتی توجہات پیش  
 کی ہیں۔ اور نہ ہی غیر مستند حوالہ جات نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ اکثر  
 حوالہ جات اُن کتب سے اخذ کیے ہیں جو منکرین کے نزدیک بھی معتبر اور ثقہ  
 قرار پاتی ہیں۔

دُعا

ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التیجۃ والتسلیم کے صدقہ سے  
 میری اس کاوش کو قبول و منظور فرما کر میرے لیے دنیوی  
 برکتوں اور نجاتِ اخروی کا باعث بنائے

آمین

عامۃ المسلمین کے لیے مشعلِ راہ ثابت کرے  
 آمین ثم آمین۔

نیز از کَش

محمد انور رضوی ڈھاباں، یکم رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا  
 ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا!  
 آج لے ان کی پتہ آج مددگاران سے  
 پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

کہاں ارشاد ربانی کی وہ تعظیم کرتے ہیں  
 جو احکام رسول پاک میں تمسک کرتے ہیں  
 کہاں سے شرک ضروی آگیا اگر عقیدہ ہو  
 خدا دیتا ہے میرے مصطفیٰ تقیم کرتے ہیں

اسم احمد سر وحدت لازوال  
 طالب و مطلوب رب ذوالجلال  
 حق نما عین التما بدر الکمال  
 بے مثل و بے ثیل و بے مثال

عارف نوری



محبوب خدا سرالہ مجتبیٰ و مصطفیٰ  
 نور خدا خیر الوری صدر العلی بدر الدجی  
 حق نما عین الثماجلوه فروزاں با خدا  
 شمس الدجی بدر العلی نور الہدی کشف الوری

عارف ذری

محمد سید و میر جہاں ہست  
 محمد نور ایماں نور جاں ہست  
 محمد مالک کون و مکان ہست  
 محمد ہر زمان صاحب مال ہست

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

عارف ذری

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی  
برگزیده ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی  
نازنین حضرت حق صدر و بدر کائنات  
چشم و چراغ انبیاء نور چشم ما توئی  
شمس تبریزی چه داند نور چشم ما توئی  
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سرور و اعلیٰ توئی

شمس تبریزی

شاہنشہ ارض و سما بلغ اعلیٰ بکمالہ  
وصف رخ اوداخی کشف الدجی بجمالہ  
قرآن با خلافت گواہ جنت جمیع خصالہ  
صدق یقینار اسما صلو علیہ و آلہ



## اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پیارا پیارا نام محمد ہے نام آپ کا، دونوں عالم فدا آپ کے نام پر  
 عشق کی ابتدا آپ کے نام سے، تحن کی انتہا آپ کے نام پر  
 عقل سے ماورائی ہے مقام آپ کا، اسرار علم کے ماروں کا نام آپ کا  
 عزیز عظیم جنتیں رحمتیں حق نے سب کچھ دیا آپ کے نام پر  
 آپ کا نام لے کر اسے جانِ جہاں بادِ رحمت چلی کھل اُٹھے گلستاں  
 رقص میں ہے فضا، وجد میں ہے صبا جھومتی ہے ہوا آپ کے نام پر  
 آپ کے ہی لیے بزمِ عالی سخی، آپ ہیں سب زماں کے داتا سخی  
 لاج رکھ لیجئے کچھ نہ کچھ دیجئے، مانگتے ہیں گدا آپ کے نام پر  
 سر سے مشکل ملے آپ کے نام سے، سب کے دامن بھرے آپ کے نام سے  
 یہ تو تسلیم، رازق ہے سب کا خدا، پر ہے دیتا خدا آپ کے نام پر  
 لاکھ طوفان ہوں آمادہ سرکشی، آندھیاں بھی ہزاروں چلیں زور کی  
 وہ یقیناً بھنور سے نکل جائے گا، جو سفینہ چلا آپ کے نام پر  
 آپ کا نام نامی ہے مشکل کشا، آپ کا نام ہے ہر آلم کی دوا  
 میرا نیاز سلام آپ کی ذات پر، میں نے سب کچھ لیا آپ کے نام پر

یا صاحب الجہاں ویا سید البشر  
 من وجہک المنیر لقد نور القمہ  
 لا یکن التناکم کان حقہ  
 بعد از خُدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## عطاۓ مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل :  
وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا  
اور جو کچھ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو عطا کریں، پس اس کو پکڑ لو۔  
اور جس سے روکیں، پس اس سے روک جاؤ۔

حضرت معمر ! اس آیت کریمہ کا ترجمہ کرنے کے بعد جو بات سامنے آتی ہے  
اس کی ترجمانی شاعر مشرق جناب علامہ اقبال نے یوں کی ہے :

مصطفیٰ برساں خویش ماکہ دیں ہمہ اُوست  
اگر باؤ نرسیدی تمام بولہبیت

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ کیا خوب فرماتے ہیں :

وہ جو دے تھے، تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو  
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے  
فقیہ عرض کرتا ہے :

پھول گلشن میں کھلے بوئے وفا کے واسطے  
ہے چمن آذر محمد کی ثنا کے واسطے  
کسی نے کیا خوب کہا :

وی زبان حق نے ثنائے کبریا کے واسطے  
دل دیا حُبِ حبیب کبریا کے واسطے

ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نے کیا خوب کہا ہے :  
اسم احمد سر و عدت لازوال  
طالب و مطلوب رب ذوالجلال  
حق نما عین انما بدر اکمال  
بے مثل و بے ثیل و بے مثال

معزز حضرا !  
آیت شریفہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے رسول مقبول حضور پر نور صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل و علانے اپنی خصوصی عطا سے ممتاز کر کے بنا دیا  
ہے۔ اور آپ اپنے خدا و ادا اختیار سے تمام مخلوقات کو اپنی سخاوت سے نوازتے  
ہیں۔ اب آپ قرآن پاک کی اس آیت شریفہ کا مطلب معتبر تفاسیر کے حوالہ سے  
ملاحظہ فرمائیے۔ تمام مدارس دینیہ میں پڑھائی جانے والی تفسیر جلالین شریف میں  
شیخ الحدیث والتفسیر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :  
وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ مِنَ الْغَنِيِّ وَغَيْرِهِ۔ یہاں مغفین نے  
آتَاكُم کا معنی اعطاکم کیا ہے۔ یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
عطا کریں اُسے لے لو۔ پھر فرمایا : مِنَ الْغَنِيِّ وغیرہ۔ یہاں لفظ ملا کے عام  
ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کتب اصول میں لفظ عام کی تشریف یوں ہے :

وَالْعَامُ كُلُّ لَفْظٍ يَنْبَغِي لِمَجْمَعٍ مِنَ الْأَفْرَادِ إِذَا مَا لَفْظٌ كَقَوْلِنَا  
مُسْلِمُونَ وَمُشْرِكُونَ وَإِذَا مَا مَعْنَا كَقَوْلِنَا مَنْ وَمَا (اصول لاشی ۶)  
یعنی عام۔ وہ لفظ ہے جو اپنی جمعیت کے اعتبار سے سب افراد کو شامل ہو۔ پھر  
اُس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو لفظ ہو گا یا معنی۔ لفظ عام وہ ہے جو سب افراد کو  
سادہ شامل ہو جیسے مُسْلِمُونَ اور مُشْرِكُونَ۔ اور معنی معنی کے لحاظ سے ہے



جیسے من اور مہا پھر عام کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ جس کے افراد کسی دوسری دلیل سے خاص کر لیے جائیں۔ اور ایک وہ جس کے افراد خاص ہونے پر کوئی دلیل مختص نہ پائی جائے۔ مفسر علیہ الرحمۃ نے من الفیئ کے ساتھ غیریہ ذکر فرما کر ظاہر کر دیا کہ یہاں عام غیر مختص ہے۔

مطلد

یہ ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ بھی دیں، خواہ مال غنیمت میں سے ہو یا کسی انعام میں سے ہو اُسے لے لو۔  
الحمد للہ! حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عطا قرآن مجید کی مقدس آیت سے ثابت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے  
حیرے یہاں اے بے نیاز کون سی شے ملی نہیں  
بھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

## حکم رسول کی اہمیت

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعَلُونَ ۚ  
فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ ۚ ذَٰلِكُمْ يَسْتَبْشِرُونَ الْفِتْنَةَ ۚ وَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعَلُونَ ۚ

قَالَ الْحَسَنُ وَالسَّيِّدِيُّ مَا أَعْطَاكُمْ مِنْ قَالِ الْغَنِيِّ فَاقْبَلُوا ۚ وَمَا مَنَعَكُمْ عَنْهُ وَلَا تَطْلُبُوهُ قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ إِمَّا أَنَا كُمْ مِنْ طَاعَتِي فَافْعَلُوا ۚ وَمَا نَهَاكُمْ مِنْ مَعْصِيَتِي فَاجْتَنِبُوا ۚ أَلْحَسَنُ إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ عَامَّةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ يَأْتِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ وَإِنْ كَانَ السَّبَبُ

خَاصًّا فَإِلَّا غَنِيًّا ۚ

بَعَثُوا لَفِظَ لَا بِخَصُوصِ السَّبَبِ وَكُلُّ شَيْءٍ آتَا بِهِ مِنَ الشَّرْحِ فَقَدْ أَعْطَا نَارًا يَأْكُلُهَا وَأَوْصَلَهُ إِلَى النَّاسِ (فتح القدیر: ۱۹)  
یعنی مال غنیمت میں سے جو تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں اس کو کھو لو جس سے روکیں اس سے روک جاؤ۔ حسن و سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مال فہمی یعنی غنیمت میں سے جو عطا کریں اُسے قبول کر دیجیں سے آپ منع فرمائیں اُس کو طلب نہ کرو۔ اور ابن جریر نے کہا جو تمہیں میری اطاعت میں سے دیں اس کو ادا کرو۔ اور وہ جس سے میری نافرمانی سے روکیں اس سے اجتناب کرو۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ آیت شریفہ اس پر ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اُمروں سے ہو یا نہی سے۔ قول ہوا فاعمل ب کے حق میں عام ہے۔ اگرچہ

سبب خاص ہے لیکن لفظ کے اعتبار سے عام ہے تاکہ سبب کے لحاظ سے شریعت مطہرہ میں ملے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے وہ ہیں آپ نے ہی عطا کیا ہے یا کچھ ہمیں ملے۔ جس کا آپ وسیلہ ہوتے ہیں وہ آپ ہی کی عطا ہے۔

## بعض رسول کا انجام

(وَأَتَاكُمُ الرَّسُولُ) مِنْ قِسْمَةٍ غَنِيمَةٍ أَوْ قَيْسٍ فُخِّدُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْ أَخْذِهِ مِنْهَا (فَاتَّبِعُوا) عَنْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ (وَأَلْفَوْا اللَّهَ) أَنْ تَخْلُقُوا قِسْمَهَا وَتُؤَا بِأَوْرَثِهِ (إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ) (لَنْ تُخَافُوا رَسُولَهُ) وَالْأَجْوَادُ أَنْ يَكُونُوا مَا فِي كُلِّ مَا آتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



وَكَيْلٌ عَنْهُ وَآمُرُ الْغَنِيِّ دَاخِلٌ فِي عَمُومِهِ (تفسیر اشکاف ص ۵۰ ج ۵)  
یعنی جو تقسیم نیست یا فی میں سے اللہ تعالیٰ کا رسول تمہیں عطا فرمائے۔ اس میں سے  
لے لو جس کے لینے میں سے تمہیں روکے تو اس سے روک جاؤ۔ اور اس کی اتباع  
تمہارے نفس نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو۔ احکام و  
فواہی پر ہمیشہ عمل کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اُسے سخت عذاب دیتا ہے جس نے  
اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ جو دو سخاوت عام ہے اس میں جو رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں تاہم امر الفنی اس کے عموم میں داخل ہیں۔

### امرو نہی کے ثمرات جلیلہ

(وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ) داؤد بدھ شمار ایہ غیر از فی وغیرت فخذوہ  
پس فرما کر دید آں را کہ حق شمار است (وَمَا لَكُمْ عَنْهُ) و آنچہ نہی کند شمارا  
از آں مثل غلول فانتہوا۔ پس باز ایشہ از آن و محققان بر آئند کہ حکم اس کلمات  
عام است معنی دے بر چہ امر فرماید پیغمبر بدان آفر اگر گید و فرمان برید و بر چہ  
نہی کند از آں باز آئند کہ امر و نہی از حق است ہر کہ مرتکب امر او گرد و نجات  
یابد و ہر کہ از نہی او اجتناب نہ نماید در ورطہ ہلاک افتد۔ ہر آنکس کہ شد متابیع  
دائے توقد نہا، و آنکہ خلاف امر تو در زقد ہلک۔ (تفسیر حسینی ص ۱۲۴)

وہ جو تمہیں غنیمت سے دیں لے لو کیونکہ وہ تمہارا حق ہے۔ اور جس سے وہ تم  
کو روکے تم رک جاؤ مثل رنجیر کے پس باز رہو اس سے۔ مگر تعقبتن اس امر پر ہیں کہ  
یہ کلمات عام ہیں۔ اور معنی اس کا یہ ہے جس چیز کا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حکم دیں اُسے مان لو اور اٹھا لو۔ اور جس سے روکیں تم رک جاؤ کیونکہ امر و نہی اس  
کے ہیں جو شخص مرتکب اس کے حکم کا ہو نجات پا گیا۔ جس شخص نے اس کی نہی کو

بجاؤ نہ کیا تو وہ تباہی کے پیکر میں ہلاک ہوا۔ اس مذکورہ آیت پاک میں معتبر  
تفاسیر کے حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
عطا فرماتے ہیں خواہ مال غنیمت ہو یا اس کے علاوہ احکام قرآن یا اسرار حکمت  
رحمان سب کے قاسم وہ ہیں۔

نیز  
ذُكِرَ أَنْتُمْ مَرَّةً مَبْنُوعًا مَا أَنْتُمْ اللَّهُ وَ تَسْؤُلُهُ وَقَاؤُا حَتَبْنَا  
اللَّهُ وَ سَيُؤْتِيكَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ تَسْؤُلُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ  
نَاغِبُونَ ۝ (سورۃ توبہ آیت ۵۱)

اور کیا اچھا ہو اگر وہ اُس پر راضی ہو جاتے جو اللہ و رسول نے ان کو  
دیا اور کہتے ہمیں کافی ہے اللہ اور عنقریب ہمیں دے گا اللہ تعالیٰ  
اور اُس کا رسول اپنے فضل سے بیشک ہم رغبت کرنے والے ہیں۔

نیز  
مِنَ الْخَنَازِرِ وَ لَحُوهَا یعنی اگر وہ لوگ منافق اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ  
اور رسول و علاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیا غنیمتوں میں  
سے ہو یا اس کی مثل۔ معلوم ہوا کہ اللہ عز و جل اور اُس کے رسول کی عطا  
عام ہے کسی محدود چیز کے ساتھ خاص یا مقید نہیں۔ الحمد للہ عطا لے  
خدا عز و جل کے ساتھ ساتھ عطا لے مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء بھی قرآن مجید  
سے ثابت ہوگی۔ ۷

جھولیاں کھول کے پونہ نہیں بے بھج و ڈر آئے  
ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری  
آیت شریفہ کا فلام یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت



کرمیہ سے خدا اور دولت منگو تو کو عطا فرماتے ہیں۔ صاحب تفسیر الکشاف  
مذکورہ آیت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں جو اب لڑ محذوف تقدیر یہ  
وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا لَنَكُنَّ خَيْرَ لَّهْمُ وَالْمَعْنَى وَكَوَالَهُمْ رَضُوا مَا أَصَابَهُمْ  
بِهِ الرَّسُولُ مِنَ الْغَيْثَةِ وَطَابَتْ بِهِ نَفْسُهُمْ وَان قُلَّ لَصِيْبُهُمْ  
وَقَاتَرُ كَفَانَا فَضْلَ اللَّهِ وَضَعَهُ وَحَبَبْنَا مَا قَسَمَ لَنَا سَيُورُ تَنَا اللَّهُ  
غَنِيْمَةً أُخْرَى فَيُوتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مَا أَتَانَا لِيَوْمِ الْيَوْمِ  
(تفسیر کشاف صفحہ ۱۵۵ جلد ۲)

یعنی جواب (نو) کا اس جگہ محذوف ہے۔ لہذا تقدیر عبارت یوں ہوگی  
اگر وہ راضی ہو جائے تو ان کے لیے بہتر ہوتا ہے یعنی یہ ہوا اور اگر وہ راضی  
ہو جائے اس پر کہ ان کو غنیمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی  
طرف سے کم پہنچے۔ اور ان کے نفس بھی اس کے ساتھ خوش ہو جاتے۔ اگرچہ  
ان کو مال کم پہنچے۔ اور کہتے اللہ کا فضل اور اس کی عطا کافی ہے۔ اُس سے  
جو ہمارے لیے تقسیم کیا گیا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ہمیں دوسری غنیمت سے رزق  
عطا فرمائے گا۔ پس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دن سے زیادہ دیں گے  
حضرات گرامی اقرآن کے مقدس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ رحمۃ اللعالمین  
شفیع المجرمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل سے معطی من اللہ  
ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرماتے ہیں۔

در اصل اس آیت شریفہ میں منکرین عطا کے مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء  
کا رد بھی ہے۔ جنہوں نے حضور سید الانبیاء علیہ التیمۃ والثناء کی عطا پر اعتراض کیا۔

نیز

امام بخاری نے ایک حدیث اس سلسلہ میں یوں نقل فرمائی ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

بَعَثَ عَلِيٌّ ابْنُ أَبِي النَّيْتِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَّةٍ فَقَسَمَ نَحْنُ  
بَيْنَ آذُنَيْهِ وَالحديث ابني حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پاس ارسال کیا۔ تو آپ نے چار آدمیوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔ جس  
پر قریش و انصار حضرات کچھ مال میں آئے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں :—  
فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا الْيَوْمَ لِي سَنَادِيدُ أَهْلِ لَجْدٍ وَ  
يَدٍ عَدَا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نجد والوں کو دیتے ہیں اور ہم قریش و  
انصار کو غیر دیتے ہیں۔ قَالَ إِنَّمَا آتَاكَمُوهُمْ فَأَقْبِلُوا رَجُلٌ يَعْنِي أَيْ  
مُتَوَجِّهٌ جِسْمِ كِي صَفِيَّتِ يَهِيں۔ غَانِسُ الْغَيْثِ مَشْرِفُ الْوُجُوهِ سَارِي  
الْجَبَابِ كَثُ النِّجْمَةِ مَعْلُوقُ الْوُجُوهِ فَقَالَ إِنِّي اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ  
مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ آيَا مِنْهُ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْوُجُوهِ فَلَا  
تَأْمَنُوفِي۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے دلوں میں  
آفت ڈالتا ہوں۔ پھر ایک شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس کے نشانے  
یہ تھے۔ اس کی آنکھیں اندر کی جانب کھینچی ہوئی تھیں۔ اور دونوں دھڑا آگے  
بڑھے ہوئے تھے اور پیشانی بلند اور داڑھی زیادہ گھنی اور سر مثلاً ہوا تھا۔ اور  
کہا اے محمد اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا! اگر میں نافرمانی کرتا ہوں تو مجھے  
میرے بعد اتباع کون کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں کے  
لیے ایسا بنایا ہے مگر تم لوگ مجھے امین نہیں مانتے ہو۔

فَسَكَ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحِبُّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَسَمِعَهُ فَنَمَّوْنِي قَالَ ابْنُ جَبْرِ  
هَذَا آذُنِي عَقِبَ هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُتَجَاوَرُونَ حُنَّاجِدُهُمْ يَمْدُقُونَ  
مِنَ الدِّينِ هَرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرِّمَّةِ يَمْدُقُونَ أَهْلَ الْأَسَاذِ رِيْدُ عَوْنِ  
أَهْلِ الْوُثَانِ لَشْنُ ' أَدْرَا كَيْفَ كُنْهُمْ لَا قَتْلَهُمْ قَتْلُ عَادٍ۔ (بخاری شریف)







حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان کی شرط اپنی محبت کو قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ قَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ  
یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور پھر ادب و احترام کے تقاضے پورے کرنے کے بغیر محبت کا مفہوم ادانہیں ہوتا اس لیے کہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے فریوں میں۔ اور پھر یہ حقیقت بھی ناقابل تردید ہے کہ:

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ سے ڈھکی

باوجود ادب منزل مقصود کے کدی نہ پہنچا کوئی

حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا جو خود صادق و مصدوق و یغیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی وہ قتل ہے۔ اور یہ سزا اس دنیا کی ہے مگر جو سزا اس کی خدا نے جبار و قہار کے ہاں قیامت کے دن ہے وہ آگ کے دہکتے ہوئے انگارے اور پتھروں کو گھسلا دینے والے شعلے ہیں۔

مولانا درم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

اِذَا خُذَ جَوْعِيمُ تَوْفِيقِ ادب

بے ادب محروم ماند از توفیق رب

یعنی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے توفیق و ادب طلب کرتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے محروم ہے۔

اسی تفسیر ابن کثیر میں آیت کریمہ وَكَوْنُوا مِمَّنْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ کے تحت لکھا ہے:

فَقَضَّيْنَتُ بِهَذِهِ الْآيَةِ أَنْ كَرِهَتْ أَدْبَاعُهَا وَسَيَرَّ أَشْرَافُهَا حَيْثُ جَعَلَ الرِّضَا بِمَا آتَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

یعنی یہ آیت شریفہ ادب عظیم اور سر شریف کے متضمن میں ہے جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رضا کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائے پاک کو بلا کر عزت عظیم اور اسرار کریم کا انکار فرمایا ہے۔ اور یہ تاجدارِ اسباب محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام واثقہ کا وہ منصب عظیم اور مقام رفیع ہے جو آپ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ اور آپ کے اس اعزاز شریف میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں چاہیگا ممتی ہونے کے مدعی اُن سے مشیت کے دعوے دار ہوں۔

حضرات محترم! الحمد للہ رسول ہر دو عالم، نور مجسم، تاجدارِ مدینہ، سرورِ مدینہ احمد قحقی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی عطا و سخا کی ایک جھلک آپ لائیں قاہرہ اور براہین باہرہ کی روشنی میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس میں کسی بھی بدبخت منکر کے لیے انکار کی گنجائش نہیں تاہم انہوں کی تسلی کے لیے مرید چند شواہد پیش خدمت ہیں۔

زیب عنوان آیت کریمہ کے تحت حضرت اعلام ملاحین و اعطاء کاشفی تفسیر حلیفی میں رقم طراز ہیں:

”اگر ایں شاہ با پسندندہ آتاکہم اللہ آپچہ دید ایں شاہ

رافعا و رسولہ

یعنی اگر وہ لوگ اُسے پسند کر لیتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔

حضرات محترم! یہ ہیں سلف صالحین اور غصہ بن سابعین کے تصورات پاکیزہ عقائد جو انہوں نے دورِ حاضر کے بعض نام نہاد مفسرین کی طرح اپنی رائے اور اپنے قیاس سے وضع نہیں کیے بلکہ قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ و قطعیہ



سے افذ کیے ہیں۔ بہر حال علامہ حسین واعظ کاشفی مزید لکھتے ہیں :-  
 ”محنت سلمیٰ از ابراہیم ادرہم قدس سرہا نقل نہ کنند کہ ہر کہ با مقتیہ  
 خضر غور سند شود از غم و ملال باز است :-

رضا بدادہ بدہ وز جہیں گزہ بکشانے  
 کہ بر من و تو در اختیار بکشار است  
 اس معنی کا ایک اور شعر لکھتے ہیں :-

بشو ایں نکتہ کہ خود را از غم آزادہ کنی  
 خوں غمی و طلب روزی نہادہ کنی

یعنی جناب محنت سلمیٰ حضرت ابراہیم ادرہم قدس سرہ العزیز سے نقل کرتے  
 ہیں کہ رضا دینے والے کو دے دے اور گردن سے گزہ کھول دے کیونکہ  
 میرے اور تیرے اوپر اختیار میں کشادگی نہیں۔  
 یہ نکتہ سن اور اپنے آپ کو غم و ملال سے آزاد کرو نہ مکررہ اور نامقررہ روزی  
 تلاش کرے گا اور خون کھائے گا۔

بہر کیف ہمارے آقا و مولا علیہما و ماویٰ حضور سالتہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ علیہ  
 وآلہ وسلم کی عطا و سخاوت اور رحمت و رافت کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہی نہیں  
 بلکہ محال تر ہے وہ شیخ دو عالم ہیں اور وہی ہر ایک کے کام آنے والے ہیں۔  
 حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا :-

اگر نام محمد را نیاوردے شیخ آدم  
 نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق بچینا

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبیر ایت و آفات السائل  
 فلا تنہتہ تحریر فرماتے ہیں :-

”وگدازا باواز سخت مراں زبیر انکہ تو ہم عیال دار دے مایہ  
 بردی و الم احتیاج را می دانی و ایں شکرے است در آں نعمت  
 کہ وَدَّ جَدُّ لَكَ عَالًا فَاعْنَى (تفسیر عزیزی ص ۲۳)

یعنی اے محبوب! آپ کسی سائل اور فقیر کو سخت آواز نہ دیں اس  
 لیے کہ آپ بھی عیالدار اور نظام رہے سر و سامان تھے۔ اور آپ  
 تو زخم احتیاج کو جلانے والے ہیں۔ اور یہ اس نعمت کے مقابلے  
 میں شکر کرنا ہے جو آپ کو نظام رہے سر و سامان پایا اور غنی کر دیا۔

نیز

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-  
 وہ کہ در ترمذی روایت کردہ کہ ایک بار نزد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نوے ہزار درہم از جانب بحرین آوردہ بودند آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم آں را بر بنویا ہائے مسجد خود نوردہ ساختہ بود بعد از نماز فجر  
 بتقسیم آں متوجہ شود و تا ظہر یک درہم ہم باقی ماندہ بود و سیح سامع  
 دریں میں نیامد مگر اور دادند اتفاقاً بعد فراغ تقسیم سائل دیگر در  
 آں جا وارد شود فرمودند کہ انزد من عالا چیزے باقی ماندہ  
 لیکن برواز بیو پاریاں بنائے من ہرچہ خواہی خرید کن و قیمت  
 او چیز در حساب من نویس۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۹)

یعنی ایک مرتبہ بحرین کی طرف سے آپ کی خدمت میں نوے ہزار  
 درہم پیش کیے گئے تو آپ فجر کی نماز پڑھا کر انھیں تقسیم کرنے کے لیے  
 بروئے پرتشریف فرما ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے تمام مال تقسیم  
 فرمادیا اور ایک بھی سوا لی ایسا نہ رہا جسے آپ نے عطا نہ کیا ہو بعد از



ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی حضور مجھے بھی کچھ عطا فرمائیں۔  
آپ نے فرمایا اس مال سے باقی کچھ نہیں بچا تاہم تو بازار میں جا کر  
جو چاہے خرید لے اور اس کی قیمت میرے نام لکھوا دے۔

فین

شاہ عبدالعزیز یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آگے چل کر بیان فرماتے ہیں کہ،  
”چنانچہ در تفسیر سورہ اعراف مذکور است کہ روزے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ہونے لگے اور کھانا کم لگتا اور رسول اللہ  
مادر من عرض می کنند کہ کرتے برائے پوشیدن ندارم یک کرتہ عطا  
فرمائید فرمودند کہ بعد ساعتی بیا خواہم داد۔ آن طفل رفت و  
باز آمد و عرض کردند مادر من می گویند کہ ہمیں کرتہ بردن مبارک  
است بن عنایت فرمائید! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بدولت خانہ تشریف بردند و آن کرتہ را از بدن مبارک برآوردہ  
و تہ کردہ باں طفل فرستادند کہ مادر خود بدہ و خود برہنہ نشند۔“

یعنی سورہ اعراف کی تفسیر میں آیا ہے کہ ایک روز حضور رسالت صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک بچے نے آپ کی خدمت میں حاضر  
ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میری والدہ عرض کرتی ہیں کہ میرے پاس پہننے  
کے لیے قمیص نہیں ایک قمیص عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تھوڑی  
دیر کے بعد آنا، وہ بچہ چلا گیا اور واپس آ کر کہنے لگا! یا رسول اللہ! میری  
والدہ کہتی ہیں آپ مجھے وہی قمیص عطا فرمادیں جو آپ نے پہن رکھی ہے،  
حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور اپنے  
جسم الہی سے قمیص مبارک کو اتارا اور یہ کہہ کر اس بچے کے حوالے کر دی

کہ جا کر اپنی والدہ کو دے دے اور خود بغیر قمیص مبارک پہننے کے بیٹھ گئے۔  
سمان اللہ! یہ ہے اس شہنشاہ اقلیم کی سخاوت اور تاجدار مملکت  
کی بخشش۔

ہنوز ایوان استغناء بلند است

مرا فکر رسیدن ناپسند است

یعنی ابھی ایوان استغناء بلند ہے اور وہاں پہنچنا میری فکر کے بس  
میں نہیں ہے۔

### عطا سے علم کا راز

بنی اسرائیل سے علم آٹھ گنا تو حضرت عزیر علیہ السلام روتے رہتے تھے  
یعنی جب قوم عمارت کے ان پر ظلم و ستم ڈھایا اور ان کے غلام کو قتل کر دیا، اور  
ان کے اکابرین کو گالی گلوچ کیا۔ تو آپ اس صدمہ سے روتے رہتے تھے۔  
ایک مرتبہ آپ جا رہے تھے کہ ایک قبر کے پاس ایک عورت گویا جاہور تے  
ہوئے کہہ رہی تھی، واسطحابہ واکسیبہ اے مجھے کھانا کھلانے والے!  
اے مجھے پانی پلانے والے! یعنی وہ اہل قبر کو پکار رہی تھی جیسے وہ اس کا شوہر ہو۔  
حضرت عزیر علیہ السلام نے اسے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو اس سے پہلے تجھے  
کون کھانا پلاتا تھا؟ عورت نے کہا! اللہ تعالیٰ کھانا پلاتا تھا۔ حضرت عزیر علیہ  
السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ حی لا موت ہے وہ اب بھی دے گا اور تجھے کھلانے  
پلانے گا۔ عورت نے کہا! اے اللہ کے نبی بنی اسرائیل سے پہلے کون پڑھاتا  
تھا؟ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ! عورت نے کہا! آپ عمارت کے قتل  
ہونے سے کیوں روتے ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام اس کے کہنے کے مطابق



نہر پر تشریف لے گئے۔ اور غسل کر کے نماز ادا کی تو ایک بزرگ نے آکر کہا :  
اے عزیز! اپنا منہ کھولے۔ آپ نے منہ کھولا تو اس نے بڑے عجبہ کی شکل  
کی کوئی چیز تین مرتبہ آپ کے منہ میں ڈالی۔

یعنی جب حضرت عمرؓ علیہ السلام واپس تشریف لائے تو آپ تمام لوگوں سے توریات کے زیادہ عالم تھے۔

## شرف ملاقات میں وازواری

نقل ہے کہ سراج الامت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور رساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد ایک سال اپنے والد محترم کے ساتھ کعبہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے تو وہاں ایک جگہ پر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر اپنے باپ سے کہا اباجان یہ اجتماع کیسا ہے۔ آپ کے والد نے کہا! حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہر سال حج کے لیے تشریف لاتے ہیں اور کعبہ شریف کے دروازہ پر لوگوں کو درس دیتے ہیں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اجازت لے کر قریب جا کر درس حدیث سننے لگے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ درس سے فارغ ہوئے تو حضرت امام اعظم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بچے تو کون ہے؟ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی مسلمانوں کے بچوں میں سے ایک بچہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تیرا نام کیا ہے؟ عرض کی میرا نام عثمان بن ثابت ہے! فرمایا تیری کنیت کیا ہے؟ عرض کی ابر حنیفہ۔ فرمایا تم کہاں پیدا

ہوئے تھے؟ عرض کی! کوفہ میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ عرس کو آپ کو گو و میں اُٹھایا۔ اور فرمایا اے اہل حرم اور جمیع کعبہ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام والتماس کی امانت اور سلام اس بچے کو پہنچا دیا ہے۔ اور پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے منہ میں اپنا العابدی دہن یا لقمہ چبا کر دیا۔ تو آپ کو حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس قدر روحانی فیض ملا کہ آپ سراجِ کلامت اور امام اعظم کے لقب سے طغلب ہوئے۔ (مسلوۃ مسعودی فارسی ج ۱ ص ۱۵)

یہ ہے فیضان و سخاوت مصطفیٰ علیہ التمجید و الشفاء جو آپ کے دوسال کے بعد  
جاری و ساری ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ قیامت تک اور اس کے بعد بھی  
اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔

تیرے یہاں اسے بے نیاز کون سی شے ملی نہیں  
 جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

فیضانِ اولیاء کا اثبات حقیقی

علم اسرار کے حصول کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلاموں اور مشائخ وقت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ فی الحقیقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ حدیث بیان کرتے ہیں :-

أَخْرَجَ حَاكِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَنْ رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ  
سَنَةٍ مَرَّةً مُجَدِّدَةً لَهَا دِينًا (الخصائص الكبرى ج ٢ ص ١٤٢)



حاکم نے تخریج کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا فرماتا ہے جو دین کو از سر نو درست فرماتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ان خلافت دین امور کی درستگی کے لیے سوسال کے بعد مجید کا تشریف لانا کافی ہے۔ جو اس عرصہ میں فسق و فجور کی صورت میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جبکہ آپ کی رسالت تا ابد الابد لوگوں کو مستفیض کر رہے گی۔

### قبر انور سے صدائے سعیدی کا حصول

بہر حال اہمارے آقا نے نعمت حضور سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور سے بھی سخاوت فرماتے ہیں۔ اور نماز کے اوقات سے مطلع فرماتے ہیں ملا خط فرمائیے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: مَا كَانَ أَيَّامُ الْحَزَّةِ لَمْ يُؤْذَنْ فِي الْمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ذَكَرَ لَمْ يَقُمْ وَ لَمْ يَبْرُحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ ذِكْرَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِمَنْعِهِمْ وَ يَسْمَعُهَا مِنَ الْقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. (رواه الدارقطني مشكوة)

حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایام حرمہ میں جب یزید یا مد کی فوج مدینہ منورہ میں قتال کر رہی تھی۔ اور مدینہ الرسول پر ظلم و ستم کی آمد تھی چل ہی تھی مسجد نبوی شریف میں مسلسل تین روز تک اذان و اقامت نہ ہوئی اور وقت کی پہچان نہیں ہوتی تھی مگر آپ کی قبر انور سے ایک بار تک آواز آتی تھی اسے سعید نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز ادا کیجئے۔

### عین حیات میں برزخ کی تلقین کرنا

حضور سالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

حَيَاتِي خَيْرٌ أَلَيْكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ أَلَيْكُمْ

میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے اور میرا احوال بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔

وَمَا دُرِي أَن النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دُفِنَ ابْتَاهِيهِمْ قَالَ قُلُّ اللَّهُ تَرَيْتَ دَرَسُوا لِي أَبِ وَأَسْأَلُكُمْ دِينِي فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَلْقِيْنُهُ فَمَنْ يُلْقِنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى:

يُشَدُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي حَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ. (القرآن الحادی الفتاوی ج ۲ ص ۸)

حضور سالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میرا رب ہے اور میرا آپ میرا رسول ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ انھیں تلقین فرماتے ہیں ہمیں کون تلقین فرمائے گا پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے گا جو ایمان لائے ساتھ قول ثابت کے حیاتی دنیا اور آخر میں۔

اس روایت سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آقا نے نعمت حضور سید عالم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں رہ کر عالم برزخ میں تلقین فرماتے ہیں۔ صائم چشتی نے کیا خوب کہا ہے



قبر اندر دی کملی والا سب نوں فیض پہنچاوے  
موت حیات نبی دی اکو فاضل سمجھنا پیاوے

## زندگی عطا کرنے میں اختیارات

محسوس سرور عالم نور محمد نبی حکیم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و  
سخا کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ذوق سراپا ذوق تھا اور وعدان وجدان میں ڈوبا ہوا تھا۔  
ظاہر شعور مجبور پر دانا تھا۔ کیفیات عشق کی سرشار عروج پر تھیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ  
اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے قلب و روح مرتضیوں  
میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کیف و سرور کے انوار سے دماغ کا ہر گوشہ منور تھا  
اس موضوع پر دلائل و دبراہین کا سلسلہ لاقتناہی ہے۔ تاہم اہل محبت کے لیے  
یہ چند دلائل بہر صورت کافی و دانی میں بلکہ دشمن انہی کو بھی گنجائش انکار نہیں مگر  
مہر شدہ قلوب پر تو نفسوں قرآنیہ سے بھی استفادہ نہیں کر سکتے۔ بہر حال! آپ  
قرآن مجید کا استدلال مزید فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ  
(س انفال پ ۱۷، ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلا نے پر حاضر ہو جاؤ تاکہ وہ تمہیں  
زندگی دیں۔

لِمَا يُحْيِيكُمْ مِنْ أَمْرِ الدِّينِ لِأَنَّهُ سَبَبُ حَيَاةِ الْآبِدِيَّةِ (عابدین شریف)  
صاحب تفسیر جلالین لما یحییکم سے مراد امور دین کو کہتے ہیں کیونکہ وہ  
حیات ابدیہ کا باعث ہیں۔

تفسیر کشاف لِمَا يُحْيِيكُمْ مِنْ عُلُومِ الدِّينِ حَيَاتِ وَالشَّوَابِغِ لَا تَنْ

الْعُلُومِ حَيَاتٍ كَمَا أَنَّ جَهْلَ مَوْتٍ (تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۱)

صاحب تفسیر کشاف علامہ زمخشری نے لما یحییکم سے دین اور شرائع کے  
علوم مراد لیے ہیں اور کہا ہے کہ علم ایک زندگی ہے جس طرح جہالت موت ہے۔

إِذَا دَعَاكُمْ إِلَى مَا فِيهِ حَيَاتُكُمْ مِنْ عُلُومِ الشَّرِيعَةِ تَبَانِ  
الْعُلُومِ حَيَاتٍ كَمَا أَنَّ الْجَهْلَ مَوْتٌ فَالْحَيَاةُ هُنَا مُتَلَمَّذَةٌ  
لِلْعِلْمِ قَالَ جَمْعُهُمْ وَ مِنْ الْمُفْتَسِرِينَ الْمُغْنَى اسْتَجِيبُوا  
بِلَطَاعَةٍ وَمَا الْقُرْآنُ مِنْ آدَامٍ وَكَوْنٍ أَجْزَى فَيُفِيهِ  
الْحَيَاةُ الْآبِدِيَّةُ وَالنِّعْمَةُ السَّامِيَّةُ (تفسیر فتح القدیر ص ۱۷۳)

جب تمہیں اُس کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے، یعنی مغنی  
اطاعت کے لیے بلانا ہے اور یہ امر و لہائی کا ہر وہ امر ہے جسے قرآن مستحسن  
ہو اس میں حیات ابدیہ اور نعمت سرمدیہ ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ لِقَوْلِهِ "لِمَا يُحْيِيكُمْ" قَالَ "لِلْحَيَاةِ" وَقَالَ "تَدَاوُدُ" "لِمَا يُحْيِيكُمْ"  
هُوَ هَذَا الشَّرْآنُ فِيهِ النُّجَاةُ وَالْبَقَاةُ وَالْحَيَاةُ وَقَالَ "الْبَدْرُ"  
لِمَا يُحْيِيكُمْ فَيُقْبَى الْإِسْلَامُ أَحْيَاؤُهُمْ بَعْدَ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت مجاہد نے کہا حق کے لیے یعنی تاکہ اللہ عزوجل تمہیں حق عطا دے  
حضرت قتادہ نے کہا لما یحییکم سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ اس میں نجات  
و بقا اور زندگی ہے۔

سندی نے کہا اس سے مراد اسلام ہے اور اسلام میں ان کی زندگی ہے۔ اس  
کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں اسلام کی طرف بلائیں تو فوراً  
ہو جاؤ۔

مفسرین کرام کے یہ تمام اقوال صواب پر ہیں خواہ اس سے مراد حق ہو، قرآن یا اسلام



جو یا علوم شرعیہ ہوں۔ اصل مقصد بکام ایک ہے۔ کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو آقاؐ  
ماہدار حضورؐ سید عالم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلاوسے پر حاضر ہونے میں  
تساہل نہ کرو، تاہم ادا انبیاء کے حضور میں آؤ گے تو وہ علم و معرفت عطا فرمائیں گے  
جو تمہاری ابدی اور سرمدی زندگی کی ضمانت ہوں گے۔

اس مقام پر اعلیٰ حضرت عظیم البکرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ  
بکام یہ شعر بار بار زبان پر آ رہا ہے۔

تیرے یہاں اسے بے نیاز کو فسی شے ملی نہیں  
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں  
اس مقام پر ان لوگوں کو محض یاد دہانی کے طور پر امام السنہ کا یہ  
شعر بھی پیش خدمت ہے۔

تجھ پہ میرے آفت کی عنایت نہ سہی  
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان کیا

### کوثر کا عطا فرمایا جانا

اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل اپنے محبوب کریم علیہ السیما پر اپنی عطا و  
کاذ کر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

یعنی محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ لفظ کوثر انہما کے کثرت کے  
معنوں میں مفہوم ہوتا ہے۔ اسی بنا پر تو ارشاد کیا تھا کہ إِمَّا السَّائِلُ فَخَلَا  
تَنْفَسَ۔ مقصد یہ کہ آپ کو ہر قسم کی نعمتوں کے خزانے بکثرت عطا فرمائے  
ہیں۔ اس لیے آپ کے دربار سے کسی بھی سوائی کو خالی نہیں جانا چاہیئے۔

آپ لفظ کوثر کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں اور پھر دیکھیں کہ ہمارے  
آقا کے خزانوں کی وسعت کا کیا عالم ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي كُتُبِهِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ أَيُّهَا  
(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۷)

یعنی حضرت عابد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کوثر  
کا معنی خیر کثیر ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی۔ بخاری کی روایت کے مطابق صحابی رسول خیر الامت  
مفسر اول سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوثر کا معنی خیر کثیر بیان  
کیا ہے۔ اب لفظ خیر کی تفسیر قرآن مجید سے ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد  
باری تعالیٰ عز و جل ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (پک ۵۶)  
یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے حکمت عطا فرمائے پس تحقیق وہ خیر کثیر  
دیا گیا۔

حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین کے  
پیشوا اور امام ہیں۔ اور آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل نے آپ کی ذات  
اقدس میں وہ جمیع اوصاف و کمالات جمع فرمادیں ہیں جو دیگر تمام انبیاء  
کرام علیہم السلام کو فرداً فرداً عطا فرمائے تھے۔

حُجْنُ يَوْسُفَ دَمِ عَيْلَى يَدِ بَيْضِ دَارِي

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بہر کیف! اگر کسی نبی کو اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل نے خلیل بنایا ہے تو آپ  
میں صفات خلعت بدرجہ اتم موجود ہے۔ اگر کسی کو صباحت عطا فرمائی تو آپ



سب سے زیادہ صبح میں۔ علاوہ ازیں آپ کی بعض صفات ربی بھی ہیں جو دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ آپ عرش پر احمد اور زمین پر محمد ہیں۔ آپ رحمۃ للعالمین اور قائم النبیین ہیں۔ آپ تمام انبیاء کے سردار اور تمام رسولوں کے امام ہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام آپ کے کائنات کی انتہا کو نہیں جانتے۔

ہم ہمہ گیراں در جستجو اند  
خدا داند کہ تو در چہ مقامی

### منبع و مرکز کون؟

خیر کثیر جو یا رحمت تمام، علوم رسالت ہوں یا عرفان ولایت ہمارے  
آقائے نعمت تاجدار و جہاں، بارح لامکاں حضور رحمۃ للعالمین احمد مہدی  
حضرت محمد مصطفیٰ علیہ النبیۃ و الشہادہ، سب کا منبع و مرکز ہیں۔ شفاعت کبریٰ  
آپ کا منصب، اگائے حمد آپ کا پرچم، مقام محمود آپ کا مقام رفیع  
یہیں کا خطاب آپ کی ملکہ سرداری کا شاہ ہے۔

### بے مثل نبوت کے کمالات جلیلہ

آپ کے مکرم اخلاق کی تفسیر اِنَّكَ تَعْلَمُ خُلُقِ عَظِيمٍ  
آپ کے سینہ اطہر کی وسعتوں کی شرح اَلَمْ تَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ  
آپ کے ذکر کی بلند یوں کی تشریح وَ دَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ  
آپ کے چہرہ اقدس کی تصویرۃ الشَّمْسِ وَالضُّحَى  
آپ کی رملوں کا عکس وَاللَّيْلُ اِذَا اسْتَجَى

آپ کی چشم النور کی بینائی مَا ذَا غَا اَبْصَرُوْهُ مَا ظَفَى  
مولانا جامی نے کیا خوب فرمایا ہے  
دو چشم فرگینش را کہ ما ذَا غَا اَبْصَرُوْهُ  
دو زلفش عنبر رشتش را کہ وَاللَّيْلُ اِذَا يَغْشَى

### کوثر کی حقیقت کا انکشاف

فَقِيْ مِّنْهُ لَقَوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَوْلَا لَّكَ عَلٰی سُوْرَةِ  
فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطٰیْنٰكَ الْکُوْثَرَ ثُمَّ قَالَ اِنَّا اَتَدْرُوْنَ  
مَا الْکُوْثَرُ، قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ نَحْنُ وَهَدٰیْنِیْہِ رَبِّیْ عَلَیْہِ خَیْرٌ

یعنی مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
پرسودہ نازل ہوئی تو میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اِنَّا اَعْطٰیْنٰكَ الْکُوْثَرَ  
پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول  
بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! کوثر ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے  
میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے اور اس پر خیر کثیر ہے۔

مکلا حیدر واعظ کاشفی تفسیر حیدری میں یوں کاشف اسرار ہوتے ہیں:  
اِنَّا اَعْطٰیْنٰكَ الْکُوْثَرَ عطا کر دیم تو ابیاریے از خیرات و این لفظ  
بر وزن فعل است و کفایت است از کثرت یعنی عطا کر دیم تو  
خیر بسیار فرزندے بسیار، علم و عمل بسیار و در علین المعانی  
آوردہ کہ بسیار است، و گفته اند کہ کثرت ذکر تودہ زمین و آسمان یا  
کثرت معجزات یا کثرت دوستاں۔

یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی



لفظ کو ثر فعل کے وزن پر ہے۔ اور یہ کثرت کے لیے کافی ہے یعنی ہم نے آپ کو خیر کثیر اور لا کثیر علم و عمل عطا کیا۔ عین المعانی میں آیا ہے کہ کثیر اُمت عطا فرمائی اور کہتے ہیں کہ زمین و آسمان میں آپ کے ذکر کی کثرت کی یا آپ کو کثیر معجزات عطا فرمائے یا کثیر دوست عطا کیے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے  
فرش پہ تارہ چھوڑ چھاڑ، عرش پہ طرفہ دھوم دھام  
کان جہدھر نگاہ تیری ہی داستان ہے

تفسیر ابن کثیر میں زیب عنوان آیت مقدسہ کے بارے میں لکھا ہے :-

قَالَ اَبُو مَاهٍ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ عَنْ اَبْنِ قُلَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَقَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَعْدَاةَ فَرَّقَ رَأْسَهُ مُتَبَيِّئًا اَمَا قَالَ لَهُمْ وَقَالُوا لَهُ لِمَا ضَحَكْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلْتُ عَلَى اِنْفَا سُوْدَةٍ فَقَرَأْتُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ حَتَّى حَقَمَهَا فَقَالَ هَلْ تَذْكُرُوْنَ مَا الْكُوْثَرُ قَالَ اللهُ وَرَسُولُ اعْلَمُ فَقَالَ اَهُوَ نَقَرٌ اَعْطَانِيهِ رَبِّي مَرْوَجًا وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ نُبِيْدُ اُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّيْتُ عَدَدُ الْكُوْثَرِ

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۵

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ہم سے محمد بن

نفیصل نے انہوں نے مختار سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ حضور رسالتاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے عجم فرماتے ہوئے سر مبارک اٹھا کر صحابہ کرام کو فرمایا اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جہلتے کیوں تھے؟ آپ نے فرمایا اس وقت مجھ پر ایک ضرورت اتاری گئی ہے۔ پھر آپ نے تمیذ اور پوری کی پوری سورت کو ثر نکالت کر کے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کوشر کیا ہے۔ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! آپ نے فرمایا کوشر جنت کی ایک نہر ہے اُس پر خیر کثیر ہے۔ میری اُمت اُس پر آئے گی۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔

سبحان اللہ! ناظرین کرام! ہمارے آقا و مولا کی عطا کے ساتھ آپ کا علم غیب بھی دیکھیں کہ آپ جو عرض کوشر پر دے گئے ہوئے لا تعداد پیاووں کا ذکر ستاروں کے برابر فرما رہے ہیں۔ گویا آپ آسمان پر چپکنے والے لا تعداد لاکھ ستاروں کی تعداد کو بھی جانتے ہیں۔ اور کوشر بیٹے والوں کی تعداد کا بھی علم رکھتے اور اُس ساقی کوشر کی بہت وقوت کے بارے میں بھی غور فرمائیں جو آریوں کھربوں ترشنگانِ محشر کی پیاس بجھا رہے ہوں گے۔

### اُمتِ محمدیہ کی صفوں کی شماریات

واضح رہے کہ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کل ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی جن میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کی صفوں کی تعداد چالیس ہوگی اور میری اُمت



کی صفوں کی تعداد اسی (۸۰) ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸)

## الحاصل کلام عبارت تمام

حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سخا و عطا کا لامتناہی سلسلہ دنیا و دوزخ میں نہیں بلکہ عرش تک و راز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جہاد میں بھی اسی قاسم نعمت خداوندی کا دستِ خزانِ کرم بچھا ہوا ہے۔ اور اُس جہان میں بھی ہر نعمت خداوندی انھیں کے دستِ کرم سے تقسیم ہوگی۔

میر کیا نوب کتنا ہے

کریم میرے کا دوزخ عالم میں بابِ رحمت کا ماہر ہے  
ہے سب کی جھولی میں اُن کا ٹکڑا اور شاد کھدا ہوا ہے  
خدا کی جتنی بھی نعمتیں ہیں میں ان کے قاسمِ حبیب میرے  
کردنِ عرش کا خوف انور و شفاعت کھلا ہوا ہے

## مُصطفیٰ کی رضا ہے خدا کی رضا

حضرت محترم اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقانِ حمید میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غالب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:-  
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ  
یعنی اے محبوب آپ کا رب عنقریب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا  
آپ راضی ہو جائیں گے۔

یہ ارشاد فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

یعنی محبوب آپ کو نہیں بھیجا مگر دوزخوں ہماروں کی رحمت بنا کر۔  
ان دوزخوں آیاتِ بینات میں حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی عطائے عام کا سچا بیکراں حاشائیں مار رہا ہے اور لایتناہی سخاوت سے اپنے  
اہلِ رب سے ہیں۔  
زیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ ملا حسین کاشفی تحریر  
فرماتے ہیں:-

(وَلَسَوْفَ) زود باشد کہ عطا دہد آفریدگار تو۔ یعنی مرتبہ شفاعت  
در بارہ گنہگارِ اہلِ اُمت۔

(فَتَرْضَىٰ) پس تو خوش و شاد و شوی یعنی چنداں از دانی دارد کہ کوئی بس است  
و من راضی شدم۔

یعنی عنقریب آپ کو آپ کا رب گنہگارِ اہلِ اُمت کی شفاعت کے بارے  
میں اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو کر کہیں گے کہ بس میں راضی ہو گیا ہوں۔  
علامہ کاشفی آئندہ مظلور میں مزید یہ روایت بیان فرماتے ہیں:-

”امام محمد باقر می فرماید کہ اہلِ عراق شامی گوید کہ اُمید دار ازیں  
آیت قرآنِ ایں است۔

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ

و ما اہل بیت ہر انیم کہ اُمید بابت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ  
بشیر است کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی نشود کہ یکے از دے  
در دوزخ باشد۔

یعنی امام الائمہ سیدنا امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اے عراق والو! تم کہتے ہو کہ کامل اُمید کے لیے



یہ آیت ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ جب کہ ہم اہلبیت رسول اس آیت کی بناء پر امید دار ہیں کہ عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے کیونکہ حضور رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر خوش نہیں ہوں گے کہ ان میں سے یعنی اہلبیت کو ام سے ایک فرد بھی دوزخ میں جائے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
خدا چاہتا ہے رضا کے لئے محمد

### فضیلت اہل بیت اطہار

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نور کا

عزیزان محترم! نواسہ رسول سیدنا امام محمد باقر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تفسیر مبارک کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برائے خیر و برکت کے حصول کے لیے قدرے اہلبیت کرام کا تذکرہ بھی ہو جائے بلاشبہ ذیبت عنوان آیت کریمہ سے بھی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت پاک کامل طور پر مغفرت کی امید وار ہے۔ تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل بیت مسطفی علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزگی اور گناہوں سے محفوظ ہونے کے بارے میں یہ آیت مبارکہ بھی نازل فرما رکھی ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(الاحزاب آیت ۳۳)

بیشک اللہ یہی چاہتا ہے اسے نبی کے گھر والوں سے ہر قسم کے رجس کو دھو کر کے انھیں خوب خوب پاکیزہ فرما دے۔

تفسیر حسینی نیز یہ آیت لکھا ہے :-

وہ زاد المیر قولے آورده کہ عام است مراد از واج و اولاد در احکاف از امام منصور مازنی رحمتہ اللہ علیہ بھی نقل می کنند۔

صاحب عین المعانی فرمودہ کہ ظاہر تفسیر دلالت کہ آں دارد کہ اہلبیت

از واج باشند اما از عائشہ ام سلمہ و ابوسعید خدری و انس بن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہم نقل کردہ اند کہ اہل بیت فاطمہ علی حسن و حسین

زاد المیر میں ایک قول کے مطابق یہ آیت عام ہے ازواج و اولاد رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل ہے۔

بہر کیف! صاحب عین معانی کے مطابق یہ آیت ازواج رسول کے حق میں

ہے۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق یہ آیت کریمہ حضرات حسین کو بھی شامل

علی المرتضیٰ اور جناب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں ہے حقیقت

یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی تحقیق کے مطابق آیت مقدمہ ازواج مطہرات اور ال

بہر دونوں کو بلکہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیامت تک کے لیے تمام

اولاد کو متضمن ہے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان سب کو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے ساتھ تعلق جی اور نبی ہے جو ان کی طہارت و پاکیزگی کی ظاہر زبان

اور بین دلیل ہے۔

حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محترمت اہلبیت کرام کو سب



کے لحاظ سے آپ کے ساتھ گہرا قرب اور مخصوص تعلق حاصل ہے جو باقی امت میں سے کسی کو نصیب نہیں۔ اور ان کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

قَدْ عَمَّرَ بَيْنَ لُخَطَابِ سَيِّدَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَنَسَبِي (تفسیر نزع القدیر ج ۳ صفحہ ۵۵)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا ہر سبب اور نسب قیامت کو منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب اور سبب ختم نہیں ہوگا۔

أَيْضًا أَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ نَسَبٍ وَصَهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَصَهْرِي (رفع القدیر ج ۳ صفحہ ۵۵)

ابن عباس نے ابن عمر سے تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نسب اور صہر قیامت کو منقطع ہو جائیں گے مگر میرا نسب اور صہر باقی رہے گا۔

## نسب و صہر میں امتیازی حیثیت

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصَهْرًا (پاس الدخان ۲۴)

یعنی اُس نے نسب و صہر مقرر فرمایا۔

علامہ کاشفی تفسیر حینی میں نسب و صہر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: نسب آنست کہ نکاح اور وادہ و صہر آنست کہ مناکحت با اولاد الود

یعنی نسب وہ ہے جس میں نکاح جائز نہ ہو اور صہر وہ ہے جس میں نکاح جائز نہ ہو۔

حاصل کلام ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضور رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت پاک اور ذیبت طاہرہ اور آبا و اجداد اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا میں بھی آپ سے وابستہ ہیں اور آخرت میں بھی اُن کا تعلق نسب آپ سے منقطع نہیں ہوگا ایسے ہی سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ سے دنیا میں بھی وابستہ رہے اور آخرت میں بھی آپ کے ساتھ رہیں گے اور قیامت کے دن بھی ان کا سہرا انی رشتہ آپ کے ساتھ قائم رہے گا کیونکہ محبوب محبوب رب العالمین ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

## شفاعت مصطفیٰ عین حق ہے

حضرت محترم! غور فرمائیں کہ جب عامۃ المسلمین حضور سید عالم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے فیض یاب ہوں گے اور آپ کے لطف و کرم اور عطا و سخا کے دروازے ہر ایک کے لیے کھلے ہوئے ہیں تو پھر آپ کے غلامانِ خاص اور اعز و اقرب پر آپ کی نوازشوں کا کیا عالم ہوگا خاص طور پر جن کی پاکیزگی اور طہارت پر بطوریکہ قطعہ صیرا کی مہر لگی ہوئی ہے محبوب محبوب رب العالمین ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بیت الشرف میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو روکتے ہوئے دیکھا



تو آپ نے فرمایا مَا تَبْكِيكَ يَا عَائِشَةُ یعنی اے عائشہ تجھے کس چیز نے رولا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ذِكْرُكَ النَّارَ فَبَكَيْتُ هَلْ تَذَكَّرُ أَهْلِيكَ۔ یعنی مجھے دوزخ کی آگ یاد آگئی اس لیے رو رہی ہوں کیا آپ (قیامت کے دن) اپنے اہل خاندان کو یاد فرمائیں۔ گئے ہ آپ نے فرمایا أَذْكَرُ لَدَيْكَ مُحَمَّدٌ أَحَدٌ۔ یعنی ہاں! جب کوئی گمی کو یاد نہیں کرے گا میں یاد کروں گا۔

سبحان اللہ! یہ شانِ ہمارے آقا نے نعمت اور بے شماروں کے سہارے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ جب لوگوں کے تمام سہارے ٹوٹ جائیں گے اُس وقت آپ کی رحمت للعالمین اور شفیع المذنبین کا دامن ہی قرار گاہِ عالم ہوگا۔ بے سہارو غمزدہ خوشیاں کرو

بے سہاروں کا سہارا آپ ہیں

سہر کیف! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کبریٰ اور گزشتہ گارین اُمت آپ کی عود و سنا کا سلسلہ لا متناہی ہے۔ اختصاراً ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَنَسُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری اُمت کے بڑے بڑے گناہ کرنے

والوں کے لیے ہے۔

حضرات محترم غور فرمائیے! اجدادِ کون و مکان، شفیع المذنبین حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت و صرفِ صغیرہ گناہ والوں کے لیے ہے بلکہ آپ کے اپنے ارشادِ پاک کے مطابق آپ اپنی اُمت کے اہل کبرائے

کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔ اب جبکہ کبیرہ گناہ والے بھی آپ کی شفاعت سے محروم نہیں تو پھر آپ کے سسرال رشتہ والے عظیم افراد یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پر شرف و کرم کیوں نہیں ہوگا۔ جب کہ انھیں دنیا میں ہی جنتی ہونے کا سرفیض عطا کیا جا چکا ہے۔

بہر حال! سیدنا و امامنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ ہم اہلبیت آیت کریمہ وَكَسَوْتَ يُعْطِيكَ تَرْتُلُكَ فَتَوْضِي سے اپنی مغفرت کے لیے پُر اُمید ہیں قطعی طور پر درست اور حقیقی برصداقت ہے اور اس میں شک کرنے کی کوئی صورت ہی باقی نہیں جبکہ خداوند قدوس خود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشرورہ جانفزا سنا رہے ہیں کہ محبوب عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

رہا یہ کہ آپ کی رضا کیا ہوگی تو اس پر نصوصِ حدیث کے سینکڑوں شواہد موجود ہیں کہ آپ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص بھی توحید و رسالت کی گواہی دے کر آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گیا ہے وہ جہنم میں نہ جائے۔ بلاشبہ آپ کا اپنے سائلوں کی دنیا میں جہولیاں بھرتے رہنا بھی آپ کی بہت بڑی عطا ہے لیکن اس عود و عطا اور لطف و نوازش کا مقام کچھ اور ہی ہے جو آپ قیامت کے دن اپنے غلاموں پر کریں گے۔

حضرات محترم! اگر کوئی بذنبِ شخص آج آپ کی عطا و سخا کو تسلیم نہیں کرتا اور آپ کو قائم نصبت الیہ نہیں مانتا تو کل قیامت کے دن وہ کس منہ سے لہجہ نجات طلب کر سکے گا۔ اعلیٰ حضرت کی تائید فرماتے ہیں۔

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا



## اللہ کا وعدہ حق ہے

آیت کریمہ قَسُوفٌ يُغْطِيكَ سُرَّتُكَ فَتَرْضَىٰ كَے اسرار و معارف کو کماحقہ بیان کرنے کی طاقت نہ قلم کو ہے نہ زبان کو تاہم قارئین کے قلوب کے لنگھنے کے لیے چند تفاسیر کے حوالے پیش فرماتے ہیں۔

علامہ زفر محشری تفسیر الکشاف میں زیر آیت رقمطراز ہیں:

مَوْعِدٌ شَامِلٌ لِّمَا أُعْطِيَ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْفَتْحِ وَالظَّفَرِ بِأَعْدَائِهِ يَوْمَ بَدْرٍ وَيَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَدُخُولِ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ (تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۰۰)

اس آیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ وعدہ شامل ہے جس سے اُس نے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں میدان بدر اور فتح مکہ کے دن دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرمائی اور لوگوں کو فوج در فوج دین اسلام میں داخل فرمایا۔ بعد ازاں صاحب تفسیر نے زیر آیت یہ قول نقل کیا ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ أَلْفٌ قَصِيرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ أبيضٍ تَدَابُرُ أَلْعَشَشُ۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جنت میں حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مریوں کے ایک ہزار مل ہوں گے جن کی مٹی کستوری کی ہوگی۔

قارئین کرام! جنت میں حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک ہزار غلات بلاشبہ آپ کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ اور یہ غلات دنیا کے بادشاہوں جیسے محض قلمہ نما مل ہوں گے بلکہ ان کی وسعت ہزاروں لاکھوں میلوں

پر بھی محیط ہو تو یہ غیر ممکن نہ ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ جنت کے ایک ایک مل میں آپ کی پوری کی پوری اُمت رہائش پذیر ہو جائے۔

حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعزاز یقیناً دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام مخلوقات سے بلند و بالا ہے۔ اور آپ کے جو دو عطا کے خزانے اس دنیا میں بھی کھلے ہوئے ہیں اور آخرت میں بھی انعام خداوندی کی تقسیم کا کام آپ کے ہاتھوں میں ہی ہوگا۔

کون کہتا ہے وہ خالی ہاتھ ہیں

دو جہاں ہیں ان کے خالی ہاتھ ہیں

ہر سرفراز آیت چند تفاسیر کے حوالے مزید پیش خدمت ہیں تاکہ عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کو دوست کیف اور نعمت سرور دوام حاصل ہو۔

قَسُوفٌ يُغْطِيكَ سُرَّتُكَ فَتَرْضَىٰ لِيَعْنِيَ النَّبِيُّ فِي الدُّنْيَا وَتَوَابُ الْأُخْرَةِ وَقِيلَ الْخَوْضُ وَالشَّفَاعَةُ وَقِيلَ أَلْفٌ قَصِيرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ بَيْضٍ تَدَابُرُ أَلْعَشَشُ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ قَالُوا لَدِي أَنَّهُ يُعْطِيهِ مَا يَرْضَىٰ بِهِ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۵۸)

یعنی آپ کو آپ کا رب دنیا میں فتح اور آخرت میں اس قدر ثواب عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

بعض نے کہا کہ آپ کو حوض و شفاعت دے گا یعنی حوض کوثر اور شفاعت کبریٰ عطا فرمائے گا۔

بعض نے کہا کہ آپ کو سفید مریوں کے ایک ہزار مل عطا فرمائے گا جن کی مٹی کستوری کی ہوگی۔



علاوہ ازیں بھی اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

"يُعْطِيكَ قَدْرُ صَاحِبِ الْاٰخِرَةِ يُعْطِيهِ حَتّٰى يَرْضٰهُ" فِيْ اٰمَتِهِ۔

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو آخرت میں آپ کی اُمت کے برابر اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

حاجت براری میں حقیقتِ ازلیہ

نافرین کرامِ تفسیر ابنِ کثیر اُن حضرات کے نزدیک بھی ثقہ تفسیر ہے جن کے بارے میں امامِ اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے ابھیں

عجب میں یہ کھانے غزائے والے

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم واسطہ وسیلہ کو نہیں مانتے اور جس چیز کی ضرورت ہو براہِ راست خدا سے طلب کرتے ہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کرام بھی اُسی سے طلب کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ اپنے اس دعوے میں صادق نہیں اور دنیاوی امور کے حصول میں کس کس کے دروازے پر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اور نفس کی کون کون سی خواہش کی پرستش کرتے ہیں تاہم اگر ان کا دعویٰ سچا بھی مان لیا جائے تو یہ ان کا حکم اور برکتی ہے اور درپردہ اُن عطاؤں کو انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص فرما رکھی ہیں۔ خالقِ کائنات نے اپنے محبوب کو ان تمام بڑی بڑی عطاؤں سے نوازا رکھا ہے جو دونوں جہانوں کے حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لیے کافی و شافی ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو آپ کی اُمت کے لیے اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ اس تفسیر سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو دوسروں پر عنایا و نوازشات اور جو دو کرم کے دروازے کھولنے کے لیے دے گا۔ اب اگر حضور سرورِ کائنات اللہ رب العزت سے لے کر دوسروں کو عطا فرماتے ہیں تو بانٹنے والے اور تقسیم کرنے والے سے طلب کرنا کس طرح مشرک ہو جائے۔

حضورِ رحمتِ عالم ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فنا طلب کرتے ہوئے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء آیت ۱۰۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر حسینی رقم طراز ہیں:

وہ فرستادہ شدہ اے محمد! مگر بخشائش مرعالمیان حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت است بر مومنان را کہ بدو را یافتند اِنَّمَا اِنَّا رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ (الحیث)

ورحمت است مرکافراں را کہ بسبب دے از عذاب استیصال

ایمن بودند ہا کَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ لِيُجَنِّبَهُمْ

(القرآن المجید)



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وسیع ہے

در کشف الاسرار آورده کہ از رحمت و وسیع بود کہ امت را در پنج مقام  
فرش مذکور کرد و کہ معظم و اکثر در مدینہ طیبہ و اگر در مدینہ مکرمہ را اگر  
در حجرہ مطاہرہ بچنین بزرگ عرش و مقام قباب قدسیان یاد فرمودہ اند  
عَلَيْهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهَا  
شفاعت گسترده گوید امتی امتی۔

ماہیان پر گناہ در دامن آخر الزماں  
دست در دامن خود دارند و جان و آستین  
نا امید از حضرت بانصرت نتوان شدن  
بچوں تولی در ہر دو عالم رحمت للعالمین

اس تمام عبارت کا مدعاں در اس ترجمہ یہ ہے :-

”یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بیجا ہم نے آپ کو گردنوں جھانوں  
کے لیے بخشش فرمانے والے۔“

حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کے لیے رحمت ہیں کہ انہوں  
نے آپ سے ہدایت پائی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے میں رحمت اور  
ہدایت دینے والا ہوں۔

آپ کافروں کے لیے بھی رحمت ہیں کیونکہ وہ آپ کی بدولت ہلاکت و تباہی  
کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی شان نہیں کہ وہ انہیں عذاب

کے کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

حضور ہر وقت حاضر و ناظر ہیں

کشف الاسرار میں آیا ہے کہ آپ کی رحمت یہ ہے کہ آپ نے کسی بھی  
مقام پر اپنی محنت کو فراوش نہیں کیا۔ آپ مکہ معظمہ میں ہوں یا مدینہ طیبہ میں۔  
مسجد شریف میں ہوں یا حجرہ مطاہرہ میں اپنی اُمت کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ ایسے  
ہی آپ نے عرش معلیٰ سے آگے جا کر قباب قدسین آؤ اذقی کے  
مقام پر بھی ہمیں یاد کرتے ہوئے فرمایا اللہ کے نیک بندوں پر ہمارا  
سلام ہو۔

اکل قیامت کے دن بھی ہمارے آقائے نعمت و دوائے شفاعت کچھا  
کر عاتق الناس کو دامن رحمت میں چھپالیں گے اور ساتھ ہی ساتھ بانگہ خداوندی  
میں عرض کریں گے اے رب میری اُمت اے رب میری اُمت۔

اپنے عمل نہ اپنی عبادت پر ناز ہے  
انقر کو بس انہی کی شفاعت پر ناز ہے

کامل و مکمل رحمت کون ؟

صاحب تفسیر فتح القدیر میں فرماتے ہیں :-

قَالَ يَمِينِي فِي التَّذَكُّلِ مَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا  
فِي قَوْلِهِ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

مَنْ آمَنَ تَنَمَّتْ لَهُ الرَّحْمَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمَرْ  
عُوفِي مِمَّا كَانَ يَصِيبُ الرُّعْمَ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَذَابِ مِنَ الْخَسْرِ  
وَالْمُسْخَرِ وَالْقَذْفِ (تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۳۳۳)



یعنی بہتقی نے دلائل النبوت شریف میں بیان کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ ”وما ارسلناک الا رحمة لِّلْاٰلَمِیْن“ کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

جو شخص ایمان لایا اُس کے لیے دنیا و آخرت میں کامل و اکمل رحمت ہوگی اور جو ایمان نہ لایا اُسے عذاب و خسو اور مسخ و قذف سے دنیا میں عافیت ہے جو دوسری اُمت کو تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے لیتا تھا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمًا عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَدْعُ اللَّهَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ لَا اَقِيْ لَمْ يَبْعَثْ لَعَنَ وَ اِنَّمَا بَعَثْتُ رَحْمَةً (فتح القدیر ج ۲ ص ۵۵۵)

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی ہے کہا کہ حضور رسالت اب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ مشرکین کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں یقیناً رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

حضرات گرامی مندرجہ بالا تفسیر اور بیانیہ دلائل سے واضح طور پر ثابت ہے کہ ہمارے آقائے نعمت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں عالم کے لیے رحمت کامل اور متعین کے لیے ہدایت اتم ہیں۔

وہی ہیں رحمت وہی ہیں رافت انہی کا در ہے در شفاعت انھیں کے در کا ہیں ہوں بھکاری اُن سے سالم سال میرا ابن کثیر میں علامہ ابن کثیر زیر آیت وَمَا اَرْسَلْنَا لَكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یوں رقم طراز ہیں :-

يَخْبُرُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مُحَمَّدًا اَصْلٰی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَنّٰی اَرْسَلْتُهُ رَحْمَةً. اَللّٰهُمَّ كُلُّهُمْ قَسَمٌ قَبْلَ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ وَتُسَكَّرُ هٰذِهِ النِّعْمَةُ سَعَدَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَفَرِحَ رَزَقًا وَجَدَهَا خَاصِرًا لِّلْدُنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے اس رحمت کو قبول کر لیا اور اس نعمت کا شکر ادا کیا اس نے دنیا و آخرت میں سعادت حاصل کر لی۔ اور جس نے اس سے پہلو تہی کرتے ہوئے ٹھکرا دیا تو اس نے دونوں جہاں میں خسارہ پایا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در

نہیں اور کوئی مفسر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آگے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

### لفظ رحمت کا مفہوم اور معانی

زیب عنوان آیت کریمہ میں آنے والے لفظی تشریح کرتے ہوئے علامہ شریف کے حاشیہ نگار نے لکھا ہے :-

وَمَا عَلٰی حَذْوِ مَصْنُوعِ اَنّٰی ذَا رَحْمَةٍ اَوْ مَعْنٰی رَحْمَةٍ وَفِي التَّحْدِیْثِ رَاحِمًا رَّحْمَةً مُّصَدَّاةً۔

یعنی اس مقام پر رحمت کا لفظ مفعول ہو گا یعنی اے رحمت والے یا معنی راحم ہو گا اے رحم کرنے والے۔ اور حدیث شریف میں آپ کا ارشاد ہے :- ”اے لوگو! بیشک میں رحمت اور ہدایت دینے والا ہوں۔“ رحمت مصدر یعنی اسم مفعول



ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور اگر رحمت اس  
فاعل کے منوں میں ہو تو مقصد یہ ہو گا کہ محبوب آپ تمام افراد عالم کو رحمت  
دینے والے ہیں۔ اس صورت میں آپ رحمت دینے والے یعنی باذن اللہ تمام  
جہان کے داتا اور تمام جہان آپ کا سائل ہے۔ ہر ایک آپ کا محتاج اور آپ  
محتاج الہیہ ہیں۔ یہ معنی اس لام سے مستفاد ہے جو رحمتہ للعالمین میں ہے کیونکہ  
یہ لام فائدہ اور نفع کا ہے اس لیے حضور رسالتاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیض کے  
مقام پر رحمت کے ساتھ منصف ہیں یعنی رحمت دینے والے اور لفظ عالمین  
انفصال کے درجہ میں ہے یعنی دونوں جہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محتاج  
اور اثر قبول کرنے والے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے آقائے نعمت منبع جود و عطایا ہیں۔ اور اللہ  
تبارک و تعالیٰ اذن و امر سے معطی نعمت اور قاسم رحمت ہیں۔

فیر کرتا ہے

میرے آقا کے سوالی ہیں انسان بھی  
جن بھی جود و ملک بھی طائر و حیوان بھی

حضور رحمت عالم تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عطا و سخا  
کے متعلق قرآن و حدیث کی متعدد تفصیلات سے جو ازل تا ہر زمانہ پیش خدمت  
کریں گے ان کی روشنی میں کسی سلیم الطبع کے لیے کچھ اشارات و تنبیہات نہیں مگر سقیم  
الطبع اور بہ نجات انسان کی عداوت ازل کا کوئی علاج نہیں۔

اللَّهُمَّ كَذَّبْنَا عَنْكَ فُكْرًا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا

حدیث مصطفیٰ سے اثبات حقیقیہ

حضرات محترم حضور بیت عالم غریبی آدم و بنی آدم بیت العرب و الجم

امام الانبیاء صاحب جود و عطا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام و الثناء کے  
جود و نوال اور عطا و بخشش کے بارے میں قرآن مجید کی چند آیات ہیں۔ پیش  
کرنے کے بعد چند احادیث مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔  
امام بخاری نے بخاری شریف میں رقم طراز کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا دَأَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ أَقْرَبُؤُهُ إِنْ شِئْتُمْ  
النَّبِيُّ أَدَّى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِنَّمَا مُؤْمِنٌ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا  
فَلْيَدْرِكْهُ عَصَبُهُ مَنْ سَكَتُوا وَهَنْ تَرَكَ دَيْنًا وَضِيَاءً فَلْيَاتِيَنِي  
فَأَنَا مَوْلَاهُ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم  
رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتبسم نے فرمایا میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے زیادہ  
قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھو: نبی مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ  
قریب ہیں پس جب مومن فوت ہوا اور اس نے مال چھوڑا تو اس کے رشتہ  
دار اس کے وارث ہوں گے اور جو قرض چھوڑ کر فوت ہوا تو وہ میرے پاس آئے  
میں اس کا مولا ہوں یعنی میں اس کا قرض ادا کروں گا۔

سبحان اللہ! یہ ہے شہنشاہ مملکت کے جود و عطا کی بخششوں کا عالم۔  
یہ ہے اس رسول دوسرا کی اپنی امت سے محبت کہ اگر آپ کا امتی مال چھوڑ  
کر فوت ہو جائے تو مال بنی جانے کے لیے اس کے وارث اس کے رشتہ دار  
ہوں گے۔ اگر وہ قرض چھوڑ کر فوت ہو جاتا ہے تو قرض ادا کرنے کے لیے  
اس کے وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنتے ہیں۔

کہاں ہے ایسا کریم آقا کہاں ہے ایسا کریم مولا  
عطا سراپا، سراپا بخشش ہے سب سے میل عظیم مولا



اس حدیث پاک میں دیگر متعدد لطائف کے علاوہ ایک لطیف و لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہونے والے مومن کو فرماتے ہیں کہ وہ میرے پاس آئے گا اور فوت ہونے کے بعد حضور رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری ہوتی ہے اور وہیں سے قرآن کی ادائیگی اور نجات حاصل ہوتی ہے۔ گویا آپ زندوں کو بھی عطا فرماتے ہیں۔ اور مرنے والوں پر بھی بخشش کے دروازے بند نہیں کرتے۔

## آپ کے امین و صادق ہونے پر اثبات

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَعْتَقِدُ قَوْلَ رَأِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَسَمَ بَيْنَ رَأْيِهِ أَنْفَصَادُ فَقَالُوا لَعَنَ صَدَاقُ الْأَنْفَصَادُ تَجِدُ وَبَدَعًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَ لَكُمْ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۴۲)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ سونا آپ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ نے پناہ قبول کے درمیان تقسیم فرمایا تو قریش اور انصار کو اس پر طالع بد کہہ کر حضور رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بدعت کو عطا فرما رہے ہیں۔ اور ہمیں نظر انداز فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یقیناً میں نے ان کے دلوں میں انگشت ڈال دی ہے۔

بحمان اللہ! ہمارے آگے نئے نعمت مال بھی عطا فرماتے ہیں اور تالیف قلبی بھی فرماتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ اپنے اختیار کامل سے ان کو جتنا چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

ہر اک پہ انور لطف ہے آقا کا ہو رہا  
کنز کرم ہے آپ کا ہر دم کھلا ہوا

## غور طلب بات

مذکورہ بالا حدیث کا باقی حصہ یہ ہے:-

فَأُتْبِلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوُجْهَتَيْنِ بَنَاتِي  
الْحَبِيبِ كَثُ الْخَيْلَةِ مَخْلُوقٌ رَأْسُ، فَقَالَ إِنَّهُ اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ  
فَقَالَ مَنْ يَطْعَمُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ آيَا مَنِي اللَّهُ عَلَى الْأَرْضِ فَلَا  
تَأْمَنُونِي فَمَا لَهُ رَجُلٌ قَتَلَهُ أَحَبُّهُ خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ فَمَنْعَهُ  
فَلَمَّا دَلَّى قَالَ إِمِنْ ضِعْفِي هَذَا أَدْفِي عَقَبَ هَذَا أَقْوَمًا يَفْرَدُونَ  
الْقُدَّانَ لَا يَتَجَاوَرُ حَتَّى يَمُرَّ قَدْنٌ مِنَ الدِّينِ مَوْزُقِي السَّمِمْ  
مِنَ الرَّمِيَةِ يَفْتُلُونَ أَنْتَ الْإِسْلَامَ مَرِيدُ عَمُونَ أَهْلُ الْأَوْثَانِ  
لَيْتَ أَذْرَ كُفُّهُمْ أَدْفُلْنَهُمْ قَتَلَ عَادٍ - (بخاری جلد ۱ ص ۲۴۲)

یعنی ایک شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا جس کی علامت یہ تھی کہ اس کی دونوں آنکھیں کھنچ ہوئی تھیں، رخساروں کی پٹریاں ابھرنی ہوئی تھیں، پیشانی اڑھکی تھی۔  
دار بھی گھسی اور سر مٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد اللہ کے ڈر و حضور رسالتناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نافرمانی کروں تو میرے بعد اللہ کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اہل زمین کے لیے امین بنایا ہے مگر تم مجھے امین نہیں مانتے۔ اسی اشارہ میں آپ کے ایک صحابی جو غائبناہ خالد بن ولید تھے نے آپ سے اس شخص کے قتل کی اجازت طلب کی آپ نے انھیں اس کے



قتل سے روکتے ہوئے فرمایا۔ اس کے پیچھے اس کی نسل سے ایک قوم ہو گئی جو قرآن پڑھے گی۔ اور قرآن اُس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشاء سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور میت پر ستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں اُن کا زمانہ پاؤں تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں۔

### شکوہ و شبہات کا ازالہ

اس حدیث کی تشریح مذہبی کی جائے تو جب بھی اُس شخص کی نسل کو پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی، حدیث پاک میں اُس شخص کی مکمل تصویر کشی کے بعد اُس کے آنے والی نسل کا ذکر یقیناً اُن کی چہروں کی ہیئت واضح کرنا تھا۔

اس مضمون کی ایک حدیث پہلے بھی بیان ہو چکی ہے۔ اس میں بھی اسی شکل و صورت کا شخص تھا جس نے آپ کی تقیم پر اعتراض کرتے ہوئے آپ کے امین ہونے پر شک کیا تھا۔ ایسے ہی جو لوگ اب بھی آپ کے امین ہونے پر شک کرتے ہیں اُن کی صورتیں دیکھیں تو اُسی شخص کی صورت کا مظہر ہوں گی جس کی تصویر کشی حدیث شریف میں کی گئی ہے۔

حضور سالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے علوم غیبیہ کے امین ہیں مگر یہ آپ کے پاس غیب کے اُن خزانوں کا ہی انکار کرتے ہیں تو امین کیا مانیں گے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ مگر یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے قاسم ہی نہیں ماننے تو امین کیا مانیں گے۔

حضور سالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ دلوں کا حال جانتے تھے اس لیے آپ پر اہل نجد کے ایمان کی کمزوری ظاہر تھی۔ اور ان کے کمزور ایمان کی وجہ سے ہی آپ نے انھیں مال عطا فرما کر اُن کی بیماری کا علاج کیا تھا۔ مگر یہ فتنہ پھر بھی قائم رہا۔ اس فتنے کا قائم رہنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ نجد سے شیطان کا سینک نکالے گا۔ اور شیطان کا ایک سینک وہاں سے محمد بن عبدالوہاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اُس شخص نے صلیب پرست انگریزوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کا خون حلال قرار دے دیا اور اہل اسلام پر وہ ظلم و ستم کیا جسے کمر روج انسانیت لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے۔

### شیخ نجد کی حقیقت کا انکشاف

حضور سالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کفار و مشرکین مکہ کی محاذ آرائی میں شیطان بعین بوڑھے نجدی کے روپ میں ان کا شیخ خاص ہو کر تھا۔ اتفاقاً چنانچہ متعدد بار اس نے اُن لوگوں کی پذیرائی اور رہنمائی کی جو کتب ہیر میں مرقوم ہے۔

ہجرت کی رات حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی تیاریوں میں مصروف تھے اور کفار مکہ آپ پر آخری ضرب لگانے کے لیے راوندہ میں بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں شیطان بوڑھے نجدی کے روپ میں اُن کی مجلس میں در آیا اُسے دیکھ کر لوگوں نے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں نجد کا بزرگ ہوں۔

فَأَمَّا قَوْمُكُمُ الَّذِينَ يَصُونَ بِهِ شَيْخٌ جَلِيلٌ فَلَمَّا آذَنَّا أَذْذًا  
قَالُوا آمَنَّا أَنْتَ؟ قَالَ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ قَوْمٍ تَفْسِيرُ كَثِيرَةٍ ۝ ۳۵



بہر کیف! ان کی ایک نشانی سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی بتائی ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے خلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ قارئین خود ہی غور فرمائیں کہ وہ لوگ کون ہیں جن کے خلق سے قرآن نہیں اترتا ہے؟ وہ کون ہیں جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد توڑ پھٹتے ہیں کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نازل آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اُن کے خلق سے نہیں اترتا۔ علیٰ ہذا القیاس وہ سیفکڑوں آیات قرآنیہ جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے انعامات و اکرامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کے خلق کے نیچے اتریں اور وہ کسی بھی صورت میں ان کے اقرار پر رضامند نہیں ہیں۔ ہندو مت پرستوں کے ساتھ مل کر اہل اسلام کا استیصال کرنے والے کون لوگ ہیں۔ یہ امر آپ سے پوشیدہ نہیں اس لیے ہم اس حدیث کی مزید تشریح نہیں کریں گے۔ سوائے اس کے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں آخری فرمان دہرا دیں کہ اگر میں اُن کو پاؤں تو قوم عاویٰ طرح قتل کروں گا۔ تاہم اس مقام پر فتنہ نجد کا اجمال قدرے ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

### نجد سے فتنہ کا آغاز ہونا

منقولہ بالا حدیث کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو اللہ وجہ اکبریم کا پیش کردہ سونا نجد کے چار قبیلوں کو تقسیم کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ میں نے ان کو یہ مال ان کی تالیف قلبی کے طور پر عطا فرمایا ہے جب کہ فرض بھی یقیناً نجد ہی کے کسی پانچویں قبیلے کا شخص ہو گا جو اپنے ساتھیوں پر یہ الطاف برداشت ذکر سکے۔

یہ واقعہ اور اس قسم کے دیگر واقعات اس امر پر شاہد ہیں کہ علاقہ نجد اور شیعان کا آپس میں خصوصی ارتباط اور گہرا تعلق ہے۔ بلکہ یہ گہنا زیادہ درست ہو گا کہ علاقہ نجد شیطان کا ادارہ حکومت ہے جہاں رہ کر وہ باقی دنیا کے اپنے اثر لوگوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اور اس امر کی تائید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

هَبْنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا: اَللّٰهُمَّ بَادِلْ لَنَا فِيْ شَاہِدَا فِيْ مَبْنَا هَا لَنَا  
وَفِيْ تَجْدِ نَا قَالَا: اَللّٰهُمَّ بَادِلْ لَنَا فِيْ شَاہِدَا فِيْ مَبْنَا هَا لَنَا  
تَجْدِ نَا قَالَا: هَذَا لَكَ الذَّلٰلَةُ وَالْفِئْتَانِ وَبِهَآئِضْلَمَ قَرْنٌ مِّنْ شَيْطٰنٍ

ترجمہ شریف ج ۱ ص ۱۱۱

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرماتے ہوئے کہا اے اللہ! ہمارے شام اور مین میں برکت فرما۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد کی برکت کی دعا بھی فرمائیں آپ نے فرمایا وہاں پر زلزلاؤں اور فتنوں کے علاوہ شیطان کا سنگ میلے گا۔

### نبی غیب دان کی غیب دانی

بہر کیف! حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نجدیوں کے لیے دعائے فرمانا اور وہاں سے شیطان کا سنگ طلوع ہونے کی پیشگوئی فرمانا اس خطہ کی بدبختی اور محرومی کی واضح برہان ہے۔ چنانچہ رسول غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق نبی بن عبد الوہاب نجدی کی صورت میں وہاں سے شیطان کا سنگ نکلا جس نے ابلیسی مشن کو پورا کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اس شقی نے مسلمانوں کا خون حلال قرار دے کر انگریزوں کے لیے



آبادیاتی راستوں کے قیام میں مدد دی، مسلمانوں کے اموال لوٹ لیے۔ ان کے معصوم بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اُن کی پردہ دار، خواتین کی بے حرمتی کرنے کے بعد انھیں سزائیں بنالیا۔ اور پھر شعاث اسلام کو کبھی ختم کر دینے کے لیے صحابہ کرام و عنوان اللہ علیہم اجمعین کے ہارت کو زمین بوس کر دیا۔

## لفظ وہابی کا انکشاف

بلاشبہ الحمد للہ کھلانے والے غیر منقلد حضرات اُسی شیطان کے سینگ یعنی ابن عبد الوہاب کی اتباع کرنے سے وہابی کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تصنیف کتاب التوحید کے ترجمہ نگار یوسف بن محمد سورنی نے اسی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے "الحدیث بھی نجدیوں سے الفت محبت رکھتے ہیں" (کتاب التوحید مترجم ص ۱۸)

اہل حدیث کھلانے والے وہابیوں کا یہ اعتراف مزید تبصرے کا محتاج نہیں اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ نجدی اور وہابی ایک ہی تصویر کے دو رخ اور ایک ہی خانوادہ کے افراد ہیں۔

## وہابیت کی پرکھ پرچول

مشہور دیوبندی رہنما مولوی حسین احمد مدنی رقم طراز ہے کہ :-  
"صحابہ محمد بن عبد الوہاب تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوئے۔ چونکہ پشتمن خیالات باغی اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتل کیا۔ اُن کو باہر اپنے خیالات کی تکالیف دیتا رہا۔ اُن کے اموال کو مال غنیمت اور حلال

سمجھتا رہا۔ اُن کے قتل کو نیکی اور باعث ثواب و رحمت شمار کرتا تھا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً تکالیف پہنچاتا۔ اس نے صالحین اور اُن کے اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو اس کی تکالیف شدید کی وجہ سے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ جزا و جزا آدمی اُس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

## ۱۔ ابن عبد الوہاب کون تھا؟

الحاصل! وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔ اسی لیے اہل عرب کو خصوصاً اُس کی اتباع سے دل بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتفاقاً قوم یہود سے ہے نہ کہ نصاریٰ سے اور نہ ہنود سے، عرض یہ کہ وہابیت مذکورۃ الصدر کی وجہ سے اُن کو اُس کے اصحاب سے اعلیٰ درجے کی عداوت ہے۔ اور بیشک انھیں ایسی ایسی تکالیف پہنچانی گئی تھیں تو ہونا بھی چاہیے۔ چنانچہ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر عداوت نہیں رکھتے جتنی وہابیہ سے۔ (شہاب ثاقب اردو سنٹر از مولوی حسین احمد صدر مدرس مدرسہ دیوبند)

## حق و باطل کی گواہی

خارج کتاب و سنت کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کا خون بہانا اور مال چھین لینا مباح قرار دیتے ہیں۔ انہی جیسا فرقہ وہابیہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ جھوٹے ہیں۔ انھیں شیطان نے اکھڑا دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دیا ہے۔ یہی لوگ غلہ پانے والے



ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی جڑ کاٹ دے۔  
(تفسیر مادی ج ۳ ص ۲۰۸)

### کیا نحر ابواب نجدی خارج تھا؟

فقیر نے مثال علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-  
”ہمارے زمانے میں ابن عبد الوہاب کے پیروکار نجد سے نکلے جنہوں نے  
حرمین پر غلبہ حاصل کر لیا۔ وہ غلبی مذہب کی طرف انساب کرتے ہیں مگر  
ان کا عقیدہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقائد کے مطابق ہے  
نہیں وہ مشرک ہے۔ انہوں نے اہلسنت کو قتل مباح قرار دیا۔ علماء  
اہلسنت کو شہید کیا۔ یہاں تک کہ شہداء میں اللہ تعالیٰ نے ان کی  
شوکت کو ختم کیا۔ ان کے شہر کو تباہ کیا۔ ان کو اسلام پر فتح عطا فرمائی۔  
رد المحتار علی در المختار المعروف فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۱۲

### خارج از اسلام کون؟

غیر متقدمین کے امام و مقتدی قاضی شوکانی لکھتے ہیں:-  
”اہل نجد کا خیال ہے جو امیر اہل نجد کے دائرہ اطاعت سے باہر ہے  
وہ خارج از اسلام ہے۔ (الہدایہ للطالع ج ۲ ص ۵)

نوٹ:- یہ عبارات فقیر نے شیخ الاسلام مفتی حرمین الشریفین سید احمد بن زینی دحلان  
مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ”الدر السیہ“ سے نقل کی ہیں۔ اللہ تبارک  
و تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ آمین۔

....

### عطا ئے رسول کی جانب

ان چند وضاحتی امور کے بعد مضمون سابق کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور  
آپ کے سامنے حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عطا و سخا کے مزید  
چند نمونہ بات لائے جاتے ہیں۔ چونکہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ کے بعد اس  
ضمن میں سلسلہ احادیث شروع ہے۔ لہذا ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:-

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ يَرْضَى اللَّهَ يُعْقِبَهُ الدِّينَ وَرِثَتَا آتَا قَاسِمًا  
وَاللَّهُ يُعْطِي. (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم فصل اول ص ۱۲)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کا  
ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”کسے کے می خواہ خدا تعالیٰ بڑے نیکی و افضلی می گردانند اورا در  
دین فہم و زیر کی دانائی می بخشند برآں می کشانند بصیرت اور آنا اور کس  
می کند معافی کتاب و سنت می رود بحقیقت مراد از فقیہ در اصل فطنت  
است و در عرف شرح غالب آمدہ بر علم یا حکام یا حکام عملیہ متمم من مگر  
قیمت کنندہ و خدا ہر کرامی خواہد و ہر چہ می خواہد از نعم و دین و غیر آں۔  
(اشاعت اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲)

یعنی خداوند تعالیٰ جس کے لیے نیکی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں نفع آہستہ  
فہم، دانائی اور ذہانت عطا فرمادیتا ہے۔ اور اس کی بصیرت کو اس قدر وسیع فرما  
دیتا ہے۔ فقہ سے مراد اصل میں فہم فطنت ہے۔ اور عرف شرع میں احکام عملی  
کے ساتھ علم پر غالب آتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فہم دین و غیرہ جو چاہے عطا فرماتا ہے۔



اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

## لفظ قاسم کی تعریف حقیقیہ

منقولہ بالا حدیث مبارک میں اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ کا جملہ بطور خاص توجہ طلب ہے۔ قاسم اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل کی تعریف یہ ہے۔ "اسم فاعل اسم است کہ مشتق باشد از مضارع تا دلالت کند بر ذات کہ قائم باشد بآن فعل یعنی حدوث بدل حال تفصیل و زیادت او

ہر چند دیگر (مشاعر میزان الحدیث ص ۱۸)

یعنی اسم فاعل ایک اسم ہے جو مضارع کے مشتق ہو اور اسی ذات پر دلالت کرے۔ دوسری چیز یہ تفصیل و زیادت کا لحاظ کیے بغیر بطریق حدوث فعل کے ساتھ قائم ہو۔

چونکہ اَنَا قَاسِمٌ سے حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس و اعلیٰ مراد ہے۔ اور تقسیم کرنے کا فعل آپ کی ذات کریم سے قائم ہے۔ لہذا معنی یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اور یہ جملہ اسمیہ ہے جو تین زمانوں میں کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس سے آپ کا ہر حال اور ہر زمانہ میں قاسم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ خواہ عالم دنیا ہو یا عالم برزخ ہو اور خواہ میدان عشر ہو۔ پھر آپ نے اَنَا قَاسِمٌ کو انہما کے آغاز سے مزید مضبوط کر دیا تاکہ منکرین کو آپ کی عطا و سخا پر کسی بھی صورت میں جرات انکار نہ ہو سکے۔

اس

واضح ترین برہان سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہمارے آقائے

نعت اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام تر نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے ہیں۔ چونکہ تقسیم کرنے والا دوسروں کو عطا کرتا ہے لہذا لفظ قاسم معطی کے معنوں کو متضمن ہو گا۔ یعنی جو قاسم ہے وہ معطی بھی ہے یعنی عطا فرمانے والا ہے۔ دینے والا ہے۔ اور آتا ہے۔ چنانچہ آپ کے خوالہ کریم سے دونوں جہان کی ہر چیز ہر وقت فیضیاب ہو رہی ہے۔ اور آپ کی عطاؤں کا سمندر ہر وقت موجزن ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ دَمَائِي خَيْرٌ لَّكُمْ

یعنی میرا دنیا میں نہ دہرہ رہنا بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میرا انتقال فرمانا بھی تمہارے لیے خیر ہے۔

اُن کا کھا کر جو اُن کے فیضان و کرم کا منکر ہے وہ پاگل ہے اور فہم و خرد سے عاری ہے۔

جنت کو انور جو جنت کے کنے سے انکار کرے

کہ دو اُس دوزخ کے ایندھن کو وہ بیشک نابی ہے

## سب سے بڑا سچی کون؟

قُلْ اَنْتُمْ لِي مَا لَكُمْ قَالَ قَالَتْ تَسْئَلُونَ اللّٰهَ صَلَٰتِ اللّٰهِ عَلَيْكَ  
وَالِهَ وَسَلَّم هَلْ نَدُّكَ مَنْ اَجُوْدُ جُوْدًا فَقَالُوا اَللّٰهُ وَتَسْئَلُونَ  
اَعْلَمُ قَالَ اَللّٰهُ تَعَالٰى اَجُوْدُ جُوْدًا اَتَمُّ اَنَا اَجُوْدُ مِنْ بَنِي اٰدَمَ نَاجُوْدُ  
مِنْ بَعْدِي تَرَجُلُ عَالِمٌ عَلِمَ قَسَسَ يٰ اَيُّ يَوْمٍ اَيُّ يَوْمٍ اَمِيْرًا وَحَدَّ  
اَذَقَاتٍ اُمَّةً ذٰ اَحَدَهُ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم فصل ثانی ص ۳)

محقق علی الاطلاق شیخ المشرق قطب الداعیین حضرت جناب شاہ عبدالحق



محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آیامی وریا بید کیست نیک تر و سرتہ در سند ترا وجود دکریم؟  
گفتند صحابہ خدا و رسول دانا تر است۔

بدان قال گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کامل تر و بزرگ تر است انڈو کے جوہر کہ غیر اوست ابعد از حق تعالیٰ من جوہر تر ام از میان آدمیان و جوہر ترین انسان بعد از من و در بعد نسخ اجودم۔ یعنی جوہر ترین بنی آدم رجُلٌ عَلَیْہِ سَلَامٌ فَتَشْرَعُ مَرُوی است کہ حاصل کرد علم را پس نشر کرد و علم را بتعلیم و تصنیف بلکہ بکتابت نیز و اللہ اعلم، می آید روز محشر تنہا مانند میرے کہ ہمراہ اوتابان و خادمان باشند۔ شک دای است کہ بجائے امیر امت واحدہ گفت یعنی تنہا مانند اُمتے و جماعتے باشند، چنانچہ در شان ابراہیم خلیل علیہ السلام آمدہ ان اَبَدِہُمْ کَانَ اُمَّتًا مَقْصُودِ اَکْمَ مَعْرُزِ دِکْرِہُمْ نَاشِدِ مِیَانِ خَلَاقِ و بَاشَرِکَتِ وَ حِشْمَتِ آید اُن روز۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سخاوت کے لحاظ سے اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے۔ اس کے بعد اولادِ آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ میرے بعد وہ بڑا سخی ہے جس نے علم پڑھا اور اسے

نشر کیا۔ بلکہ کتابت بھی کیا۔ وہ قیامت کے دن اکیلا امیرین کے آئے گا۔ اُس کے ساتھ خدام اور اتباع کرنے والے ہوں گے یا وہی کو شک ہے کہ آپ نے امیر واحدہ کے بجائے اُمت واحدہ فرمایا! یعنی اکیلا ہی اُمت یا ایک جماعت ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں آیا ہے کہ آپ اکیلے ایک اُمت میں، اس کا مقصد اُن کا مخلوق میں صاحبِ عزت و تکریم ہونا ہے اور قیامت کے دن شرکت و سطوت کے ساتھ آنا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں دینی علوم کی نشر و اشاعت کرنے والے عالم دین کے شرف و تفضیلت کا بیان آنے کے علاوہ حضور رسالتِ مکی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام متین ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جوہر حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد میں سب سے بڑے جوہر اور سب سے بڑے سخی آپ ہیں۔ غالباً اسی نفس حدیث پاک کے پیش نظر صاحبِ قیسیدہ بڑے شریف حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

وَرَأَى مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَطَرَتْ شَمْلًا

وَمِنْ عُلُوِّكَ عِلْمٌ كَوْجٌ وَانْقَلَبَ

یا رسول اللہ! بیشک دنیا و نیا و آخرت آپ کی سخاوت سے ہے۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔

فقیر نے اسی پیرائے میں کچھ کہا ہے۔

مستند مصطفیٰ جوہر میں بھر سخاوت ہیں

مرا پا فیض رحمت، کنیزِ کرامت ہیں



بیمکاری ان کے ہیں رضوی ہیں آسمان دالے  
مگر بد نعت نجدی جود سے رکھتے عداوت ہیں

## گنج نہال کا انکشاف جلیلہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ حَقَّقْتُ مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ دَعَائِينَ فَإِنَّمَا أَحَدُهُمَا قَبِلْتُ فِيكُمْ دَرَامًا الْآخَرُ  
بَشْتُهُ قِطْعَ هَذِهِ بِلَعْوَةٍ يَعْنِي مَجْرَى الطَّعَامِ.

درود البخاری مشکوٰۃ شریف کتاب العلم فصل سوم ص ۳۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن منقول کر لیے۔ ان میں سے ایک  
کو میں نے پھینک دیا۔ اگر دوسرے کو پھیلاؤں تو میرا زخرو کاٹ دیا جائے یعنی  
میری گزرگاہ علم کاٹ دی جائے۔

علامہ کے ان دونوں پیالوں میں کیا بھرنا ہوتا تھا۔ یہ عطا فرمائے والا  
یعنے والا جان سکتا ہے۔ تاہم شیخ مفتی شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ  
اس کے ضمن میں فرماتے ہیں:

”اگر مراد اس قائل نفی علم باطل وجود حقائق اسرار است و فہم  
عوام بدایں نہ رسد و انشاءً آں مصلحت وقت نباشد۔“

(اشتات الطعانت شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۱)

”یعنی اگر قائل کی اس مراد علم باطل کی نفی اور حقائق اسرار کا وجود ہے  
جہاں تک عوام کی عقل نہیں پہنچ سکتی۔“

اس سے ظاہر ہے کہ علوم ظواہر کے علاوہ باطنی اسرار و حقائق حق

حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس و اعلیٰ  
قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً

(سورۃ غفران پ ۲۱ ع ۱۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ واعظ کا شفی تحریر فرماتے ہیں:

”نعمت آشکار و پوشیدہ خود را یعنی آنچه می شناسید یا نعمت محسوسہ  
معقولہ و محض نعمت جمیع می خواہد و در نعمت ظاہر و باطن علماء را  
درین آیت سخن بسیار است۔“

صاحب تیسیر آورده کہ در کتاب سحر العلوم نعمت را سی صد تفسیر کردہ  
و آنچه مشہور است نعمت ظاہر حضرت رسالتناہ است صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم و نعمت باطنہ امداد ملائکہ۔

و بقول نعمت ظاہرہ و باطنہ اخلاق و نیکی است یا اقرار و تصدیق  
یا نطق و عقل یا وجود نعمت و مشہور و منعم تسویہ اعضایہ و معرفت ملک  
العلیہ یا حفظ قرآن و فہم آں یا نہار و دہل یا مسالوۃ و صوم یا ذکر سان  
و فکر حینان و وصیت ارباب بصیرت یا جذب منافع و دفع مضار  
یا نائے اموال و صفائے احوال یا نبوت و ولایت۔

شیخ جمال الدین صاحب قدس سرہ فرمود کہ فرالا و یاد یونس سجاد نوری لغت  
نعمت ظاہر انصاف گدایان دادن است بر دوز و نعمت باطن انصاف  
گدائے دادن است شب و باقی وجود علماء و عرفاء در جہاں تفسیر  
نعمت است و مذکور۔ واللہ الموفق والی اللہ ترجیح الامور۔

سرشش کن در سوئے آں بحر و بر کہ اندراں یا بی صد فہما پر  
(تفسیر حینی مطبوعہ تاج کمپنی)



منقولہ بالا آیت کریمہ اور اس کی فارسی تفسیر کا رد والی ترجمہ یہ ہے :-

”میں نے تم پر ظاہری باطنی یعنی ظاہر و پوشیدہ نعمتوں کو کامل فرمادیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں علامہ کا بہت سا کلام ہے۔ صاحب تفسیر سیر فرماتے ہیں کتاب سحر العلوم میں اس کی تین سو چوبیس بیان کی گئی ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ظاہر نعمت خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور باطنی نعمت ہم ظاہری باطنی نعمت اخلاق و نیکی یا اقرار و تصدیق یا نطق و عقل یا وجود نعمت اور مشہور منعم یا اعضاء کا برابر ہونا یا بلند بادشاہ کی معرفت یا قرآن مجید کو حفظ کرنا اور محکم یا بصارت و بصیرت یا انجذاب نفع اور اندفاع نقصان یا اموال کی زیادتی اور احوال کی صفائی یا نبوت و ولایت ہے۔

شرح جمال الدین ساجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فخر الاولیاء یونس سجانونی نے فرمایا ظاہر نعمت گداؤں کے ساتھ رات کو انصاف کرنا ہے۔ عاملوں اور عارفوں کی باقی وجوہ جو اہل التفسیر میں ذکر کی گئی ہیں اور اللہ ہی توفیق دیتا ہے اور اُسی کی طرف اُمور کا لوٹنا ہے۔

### نعمت حقیقیہ کون؟

مذکورہ تفسیر کے مطابق حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کامل ہونے والی نعمتوں میں سے ہر نعمت کا مصدر ہونا آپ کی ذات اقدس کے لیے مستم ہے۔ اس لیے ہر توجیہ درست ہے۔ اگر قرآن مجید کا حفظ و فہم مراد لیا جائے تو یہ بھی درست ہے اگر نبوت و ولایت مراد ہوں تو اس کا استحقاق آپ کے لیے ثابت ہے۔ اور تکمیل نبوت کے لیے خاتم النبیین کی مہر اس پر ثبت ہے۔ ولایت کے اعلیٰ ترین مقام کے مند نشین آپ ہیں۔ علی ہذا القیاس

خالق کائنات کی ایسی کئی نعمت باقی نہیں جس کا اتمام آپ کی ذات والی نعمتات پر نہ ہوا ہو۔

امام بو میری نے کیا خوب فرمایا :-

فانہ شمس فضل لہم کو اکبھا

یظہران انوارھا للناس فی الظلم

پس یقیناً آپ فضیلتوں کے آفتاب ہیں۔ اور باقی انبیاء کرام ستارے ہیں۔ لوگوں کے لیے اندھیروں میں آپ کے فیض سے تمام انوار ظاہر ہیں۔

امام بو میری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف کی شرح عطر الورد میں مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے اس شعر کے ترجمہ و تشریح میں لکھا ہے :-

”وجہ اقبال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہیں۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب کے اقطار و کوکب ہیں۔ پس جس طرح تہ برکت غیبت شمس استفادہ نور کا شمس سے کر کے شب تاریک کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام استفادہ فیوض ظاہری اور باطنی روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کر کے قبل ظہور وجود خلق کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔ اور جب آپ رونق بخش دنیا ہوئے تو سب چہرہ ان پریش آفتاب ماند ہو گئے۔“

(عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۵)

### شرح نورانی بحق فیض یزدانی

علامہ نور بخش توکل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شعر کی شرح کرتے ہوئے



فرماتے ہیں:-

قَوْلُهُ "قَاتِلَهُ شَمْسٌ. هَذَا تَحْلِيلُهُ يَلْبِثُ قَبْلَهُ وَانَّمَا  
قِيلَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَضِّلْ لَكَ  
عَمَلٌ كَمَا لِي تَجَلَّى بِهِ فَيُؤَدُّهُ مِنَ الْاُنْيَا وَهُوَ مُسْتَفِيدٌ  
مِنْ نُورِهِ كَمَا أَنَّ لُؤْلُؤًا كَوْنًا أَوْ كَبْ مُتَفَادٍ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ  
وَصَهَائِدُ اَنْوَارِهَا لِلشَّمْسِ وَالْقُلُوبُ جَمْعُ ظُلُمَاتٍ  
وَالْمَرَادُ بِقَاطِلِهَا الصَّلَاةُ وَمَعْنَى الْيَتِيْنِ كُلُّ  
مُعْجَزَةٍ ظَهَرَتْ عَلَى يَدِ رَسُوْلٍ مِنَ الرُّسُلِ الْكُتُبُ  
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. قَاتِلَهَا مَا ظَهَرَ ثَلَاثَ اَيَّامٍ وَابْطَلَتْ لُؤْلُؤُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَهُ شَمْسٌ سَمَاءُ  
الْعُلُومِ وَالْكَلِمَاتِ كُلَّهَا قَالَتْ رُسُلُ كَوْنًا كَبْهَا مَا ذَاتُ  
لَظْهَرٍ وَكَوْنًا اَمَقَّتْ بِهِ مِنْ تِلْكَ الشَّمْسِ لِلنَّاسِ  
فِي ظُلُمِ الْجَهَانَاتِ وَالصَّلَاةُ حَتَّى ظَهَرَتْ  
الشَّمْسُ اخْتَرَتْ الْكَوْنُ كَبْهَا لَوْ يَسَى لَهَا اَشْرَ.

(شرح تفسیر برہ ص ۱۰)

مصنف کا قول قاتلہ شمس پچھلے روزوں کی تحلیل ہے۔ یقیناً حضور رسالت  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت کا آفتاب کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ دیگر  
انبیاء کرام میں سے جو کوئی بھی کسی کمال سے آراستہ ہے۔ وہ آپ کے نور  
سے بادی ہے جس طرح ستارے آفتاب کے نور سے روشن ہیں۔ اور  
اَنْوَارِهَا کی ضمیر سورج کی طرف لٹتی ہے۔ اور لَقَاتَهُ ظلم ظلمت کی جمع ہے جس  
سے گمراہی اور جہالت مراد ہے۔

چنانچہ ہر دو اشعار کا مطلب یہ ہوا کہ رسولوں کے گروہ سے جس رسول  
مکرم کے ہاتھ پر کوئی معجزہ صادر ہوا وہ حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم کے واسطے اور وسیلہ سے ہی ظہور پذیر ہوا ہے کیونکہ آپ تمام علوم و کمالات  
کے آسمان کے آفتاب ہیں۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں۔ جب کہ  
لوگوں کے لیے ستاروں کے انوار اسی صورت میں روشن ہوتے ہیں۔ یہاں  
تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا اور ستارے مائلہ پڑ گئے۔ اور ان کا کوئی نشان  
باقی یعنی ظاہر نہ رہا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے  
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا بنی  
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا بنی  
سب سے دالا و بالا ہمارا بنی  
(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

صائم چشی نے کیا خوب کہا ہے

سورج آمنہ پاک دا چڑھ پیا اے  
اک اک کر کے تارے چلے گئے نے  
جہنہ آدنا سی آگیا اہ صائم  
خبریں دین والے سارے چلے نے

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی  
حافظ شیرازی کا عربی کا یہ قطع نقل کیا ہے جو معنوی لحاظ سے جامع و مانع  
ہے اور ہر جگہ ہر محفل و ختمات میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے  
جو اپنی مثال آپ ہے۔



يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
مِنْ وَجْهِكَ لَمُنِيرٌ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ  
لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ  
بَعْدَ أَنْ حَلَّ ابْنُ رُكَّ تَوْنِي قَصْدَهُ مُخَوَّرُ

(تفسیر عربی پت ص ۲۱۵)

اے صاحب جمال اور اے سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
آپ کے چہرہ انور سے چاند نے نور لیا۔  
آپ کی شہادت کا جو حق ہے اس طرح آپ کی تعریف کرنا ممکن نہیں۔  
مختصر فقہ یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ سب سے بڑے ہیں۔

### منبع جود و سخا کون؟

حضرات محترم! مندرجہ بالا استدلال کامل طور پر اس امر کی تشریح و تائید کرتا  
ہے کہ ہمارے نبی محترم رسول مقسم آقائے نامدار تاجدارِ مدینہ احمد علی حضرت  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مخزن فیوض و برکات اور منبع جود و سخا  
ہیں۔ جہاں آپ سائل تو کیا انبیاء کرام علیہم السلام بھی وامن پھیلانے ہوئے ہیں  
تمام انبیاء کرام کے ہاتھوں پر ظہور پذیر ہونے والے معجزات آپ کی عطاؤں کا  
صدقہ ہیں۔ آسمان کے چاند سورج آمنہ کے چاند اور نبوت کے آفتاب سے  
روشنی لیتے ہیں۔

### مخزن البرکات کون؟

بہر کیف! تفسیر حاشی میں ظاہری اور باطنی نعمت کے جو آخری توجیہ بیان  
کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ دن کے فقیروں اور رات کے گداؤں سے  
انصاف فرماتے ہیں۔ اگر صرف اسی ایک جملہ کی تشریح کی جائے تو ہزاروں  
صفحات ناکافی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے جواد اور سخی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی عطا و سخا کا اندازہ فرمائیں کہ آپ کے دربار پر دن کو بھی سائلوں کی  
قطار ہے اور رات کو بھی جھولیاں بھری جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر ایک کے  
ساتھ انصاف بھی ہوتا ہے۔

فقر کہتا ہے ۷

دن رات سوا آتے ہیں اور من کی ملازمت پاتے ہیں  
مہر کارِ مدینہ کے رضوی لطاف و کرم کا کیا کہنا؟  
بہر کیف! ہمارے آقائے نعمت ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا فرمودہ  
نعمتیں باذن اللہ تعالیٰ تقسیم فرماتے ہیں اور بامر اللہ معطی الخیرات اور مخزن  
البرکات ہیں۔

### نعمت الہیہ کی حد نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا  
فَالنِّسَاءُ قَالْنَ أَبْطَرْنَا عَلَى قَبْضَتِكَ فَعَرَفْتَ بَيْدَهُ قَالَتْ فَهِيَ قَبْضَتُهُ  
فَعَانِسِيَّتُ حَدِيثًا بَعْدَ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض



کی یا رسول اللہ! میں آپ سے حدیث سنتا ہوں تو بھول جاتا ہوں  
 آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھا کر اس میں نے چادر بچھائی تو آپ  
 نے اپنے دست رحمت کو اس میں کھول دیا اور فرمایا اسے سینے سے  
 لٹکالے۔ میں نے چادر کو سینے سے لٹکایا تو اس کے بعد کبھی نہیں بھولا۔  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کہا خوب فرمایا۔

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

کیا اللہ کا رسول غنی کر دیتا ہے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ فَحَيْثُ مَنَعَ ابْنُ جُمَيْلٍ فَخَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ  
 وَعَبَّاسُ بْنُ مُطَلِّبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَنْقِمُ  
 ابْنُ جُمَيْلٍ إِنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَعْتَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (بخاری شریف  
 ج ۱ ص ۱۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ لینے کا حکم فرمایا تو ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس  
 بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صدقہ یعنی زکوٰۃ نہ دی۔ حضور رسالت مآب  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل کو گوارا نہیں تھا کہ وہ فقیر تھا اور اللہ اور اس  
 کے رسول نے اُسے غنی کر دیا۔

حدیث کے آخر میں حضرت خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبد المطلب  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے خود بیان کرتے ہوئے فرمایا! خالد کا تمام مال اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہے

اور وقف مال میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زکوٰۃ  
 کے بارے میں فرمایا! ان کا ضامن میں ہوں اور اُس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔  
 اس حدیث پاک میں خاص طور پر قابل توجہ یہ جملہ ہے کہ:

إِنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَعْتَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

یعنی ابن جمیل محتاج تھا تو اللہ اور اس کے رسول نے اُسے غنی کر دیا۔  
 شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے  
 فرماتے ہیں:

”باسب ہیں کہ دے فقیر بود، سچ چہر نہ داشت پس تو انگیز کرد اند  
 اور خدا اور رسول دے دایں تو انگیزی بغی و طغیان وے شود و بکفران  
 نعمت کشید، و غنا بحقیقت از خدا است و ذکر رسول بجمہت  
 آنست کہ دے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واسطہ است در انصاف  
 خیرات و وصول نعمات از جناب حق۔  
 در تفسیر آیت کریم:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللَّهُ لَئِنْ آتَيْنَاهُم مِّنْ فَضْلٍ لَّنْصَدَّقَنَ  
 فَلَمْ يَكُونُوا مِنَّا صَادِقِينَ (القرآن)

آوردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وعاہدہ فرمادے اور انہما و  
 ثروت بالتماس دے و عہد دے کہ شکر گزاری نعمت کنند۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱)

یعنی اس وجہ سے کہ وہ محتاج تھا اور اُس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اللہ تبارک و  
 تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کو غنی کر دیا۔ تو یہ غنا اُس  
 کی طغیانی اور سرکشی کا باعث بن گئی اور اُسے کفران نعمت کی طرف پہنچ گئی۔



غناور اصل اللہ تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے انصافِ خیرات اور نعمتوں کے وصول کے لیے بطور وسیلہ واسطہ کے ہے۔

### نبی کی دعا کے ثمراتِ جلیلہ

منقولہ بالا آیت کریمہ وَمِنْهُمْ قَوْمٌ عَاهَدَ اللَّهُ إِلَىٰ اخْرَاجِ الْآيَةِ کی تفسیر میں آیا ہے کہ حضور رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے حق میں غنی اور صاحبِ ثروت ہونے کی اس وقت دعا فرمائی تھی جب اُس نے سوال کرتے ہوئے عرض کی تھی یا رسول اللہ! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ حضور درودِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے مالدار کر دیا مگر بد بختی سے وہی مال و دولت اُس کی سرکشی اور بغاوت کا باعث بن گئی۔

قارئین کے لیے یہ تفصیل یقیناً علم میں اضافہ کا باعث ہوگی تاہم ہمارے مضمون کا مقصد حضور رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ جملہ پاک ہے :-

فَاَعْتَاهُ اللَّهُ ذَرْوَةً

یعنی پس اللہ اور اس کے رسول نے اُسے غنی کر دیا۔

### غنی کون کرتا ہے؟

اگر اس حدیث پاک سے پہلے اس مضمون کی آیت پاک پیش آزیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں تاہم ہمارا مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے انھیں غنی کر دیا اور حضور رسالتِ مآب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسول نے اُسے غنی کر دیا تو اس صورت میں ہم اُن لوگوں کی پذیرائی کس طرح کر سکتے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے رسول سے مانگنا شرک ہے۔ اگر اُن کے دعویٰ کے مطابق قاسمِ نعمت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنا شرک ہے۔ تو اس شرک کی ترغیب قرآن و حدیث میں کیوں دی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا گمان رکھنے والے لوگ محض گمراہی اور تعصب کا شکار ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حقیقی طور پر عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور عباد اُ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے دینے ہوئے سے دے سکتا ہے۔ اس لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اُس نے مانگنا شرک نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود اپنے بندوں سے قرض طلب کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

یعنی اللہ تعالیٰ کو قرض دو قرضِ حسناً۔

### انبیاء صاحبِ عزت اور نعمتیں دیتے ہیں

ہمارے خیال میں ان لوگوں کو حقیقت حال پر غور کرنے کے لیے یہ آیت کریمہ بہر صورت کافی و کافی ہے۔ اور صاحبِ نقویۃ الایمان کی یہ بات قطعی طور پر ایمان سے نکال دینے والی ہے کہ :-

”انبیاء و اولیاء خدا کے دربار میں چار سے بھی زیادہ ذیل ہیں :-“

معاذ اللہ! بلا شک و شبہ انبیاء و اولیاء اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں تمام مخلوق سے زیادہ صاحبِ عزت اور عزیز تر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اُس کے حضور میں سوال کرتے ہیں۔ اور اہل جہان کی حاجات



پہنچی ہونے کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

یعنی اے محبوب ایسا کرو جب آپ اس کو فرماتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ

نے انعام کیا اور آپ نے بھی اس پر انعام کیا۔

اس آیت کریمہ میں حضرت زید بن حارثہؓ پر اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور

رسالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کے انعام کا ذکر ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا انعام کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعام

کیا ہے۔

## انعام مصطفیٰ ﷺ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف تفسیر جلالین شریف میں ذکر کیا ہے۔

إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْإِسْلَامِ

عَلَيْهِ بِالْإِسْلَامِ

یعنی خداوند کریم نے حضرت زید کو اسلام عطا فرما کر انعام کیا۔ اور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر یہ انعام ہے کہ آپ نے حضرت

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

اس

آیت مبارکہ میں دونوں انعاموں کا ذکر فرما دیا۔

اور

فرمایا! میرا بھی اس پر انعام ہے کہ میں نے اس کو اسلام دیا۔ اور نبی پاک صاحب

لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا انعام بھی ہے کہ آپ نے اس کو خرید کر آزاد کر

دیا۔ لہذا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل منعم حقیقی ہے۔



اور اس کے مخالف کو بھی انکار نہیں۔ جبکہ اس میں حضور رسالت مآب  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منعم مجازی ہونا بھی ثابت ہے۔ اور آپ  
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے معطی و منعم یعنی داتا اور عطا کرنے والے ہیں۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے  
نعمتیں انمیتا جس سمت وہ ذیشان گیا  
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا  
غرضیکہ

جس باغ وچ محبوب میرے نے جاں زلفاں کھولیاں  
لے گئی بادِ صبا خوشبو تھیں بھر بھر جھولیاں

### آدم بر سر مطلب

حقیقت یہ ہے کہ خدا کی نعمتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے  
محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غفور حق میں عند اللہ واسطہ وسیلہ کامل ہیں۔  
حدیث شریف میں آیا ہے :-

وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُ فَأَعْطَانِي.

والحدیث مشکوٰۃ شریف باب ما لا تخلوا المسئلة (ص ۱۲۷)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور  
نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا  
میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرما کر کہا کہ اے حکیم یہ مال حلوی خضر  
یعنی سبز بیٹھا ہے جس نے اس کو اپنے نفس کی سخاوت کے لیے پکڑا تو اس

کو برکت دیجئے گی۔ اور جس نے شرافت نفس کے لیے پکڑا تو اس میں برکت  
دہو گی۔ ایضاً

وَعَمْرَأُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
يُعْطِي الْيُعْطَا فَاَقُولُ اَعْطِنِي فَقَالَ اَلَيْسَ مِنِّي فَقَالَ خُذْهُ فَتَحَوَّلَ  
وَتَصَدَّقَ بِهِ فَمَلَأَءَا مِنْ حَصَّةِ الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِبٍ وَلَا سَائِلٍ  
فَقَدْ هَذَا وَمَا فَلَا تَتَّبِعْهُ لِنَفْسِكَ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہما کہ حضور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تھے۔ اور میں کہتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو مجھ سے زیادہ فقیر ہے اس کو عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا  
عمر! پکڑ اور اپنی ملکیت میں کر اور اس سے صدقہ کر۔ بایں ہمہ! جب تیرے  
پاس اس حال میں مال آئے کہ ترقیر شریف یعنی شرافت نہیں چاہتا اور نہ ہی  
سوال کرنے والا ہے۔ تو اس مال کو پکڑ لے جبکہ تیرا نفس اس کے پیچھے  
دو جاتے۔

### دونوں احادیث کا مطلب

مذکورہ دونوں حدیثوں میں لفظ اَعْطَا موجود ہے۔ اس حدیث  
میں لفظ فَاَعْطَانِي آیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں  
يُعْطِي الْعُطَا پایا جاتا ہے۔ یعنی مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرماتے  
تھے۔ حضرت حکیم بن حزام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں صحابی حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا و سخا کے قائل ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ  
علیہم اجمعین کلام ملک اور مذہب ہے۔



فقر کہتا ہے۔

لاؤں کہاں کہاں سے میں اُن کی شنا کے واسطے

خودِ حق نظرِ عطف کریں مجھ کو خدا کے واسطے

کوئی ماننے یا مانے میں تو یہی عرض کر دں گا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسان فرمایا ہے کہ دنیا جہان کے تمام مسکین و محتاج اور بے سہارا و بے سر و سامان آستانہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا لی ہیں اور وہاں سے حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

### عطیات کی تصریف کا راز

مَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَالِاهُ وَسَلَّمَ تَرْكُؤَ الْفُطْرِ (الحديث مشکوٰۃ شریف ص ۱۶)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر فرض فرمائی یعنی صدقہ

فطر قرآن کریم نے صدقات و عطیات کے مصارف کے متعلق

یوں فرمایا ہے۔

لِلْفَقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

مَنْ ثَبَاتٍ فِي الْأَرْضِ (پارہ ۲، ذکر ۵ آیت ۲۷۲)

یعنی تمہارے صدقات و عطیات ان فقیروں کے لیے ہیں جو راہِ

خدا میں روکے گئے اور زمین پر چل نہیں سکتے۔

یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد اور اہل امت الہی پر دیا۔

یہ آیت شریف اصحابِ صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد

چار سو کے قریب تھی۔ اور یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ نہ اُن

کے یہاں مکان تھے اور نہ قبیلہ۔ اور نہ ہی اُن حضرات نے شادی کی تھی۔

اُن کے تمام اوقات عبارت میں صرف ہوتے تھے۔ رات کو قرآن کریم کی

تلاوت کرتے اور دن کے وقت جہاد کرتے۔ اسی طرح دوسری آیت میں

بھی اللہ تعالیٰ نے ان مصارف کا ذکر فرمایا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفَقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلَانِ عَلَيْهِمَا وَالْمَوْلَانِ

ثَلَاثُهُمْ فِي الرِّقَابِ وَالْعَامِلِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝

یعنی زکوٰۃ تو انہی لوگوں کے لیے ہے جو محتاج اور بے زادار ہیں

اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں۔ اور جن کے دلوں کو اسلام سے اُلفت دی

جائے۔ اور اگر گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور

مسافر کو اور یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

### صدقہ فطر کی حقیقت جلیلہ و نبیلہ

زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصارف اپنے مقام پر موجود ہیں یہاں صرف یہ بتانا

مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ و خیرات اور دیگر صدقات و غیرہ کا مصارف

بیان فرمادیا ہے۔ مگر صدقہ فطر کو حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بمفسر نفیس خود فرض فرمایا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں صدقہ فطر کی

فرضیت نہیں بیان کی گئی۔ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فرضیت

حدیث شریف میں بیان فرمائی ہے۔

اور علمائے کبار صدقہ فطر نماز عید ادا کرنے سے پہلے ادا کر دیا جائے



تاکہ غریب و مساکین بھی خوشحال ہو کر نماز عید ادا کر سکیں۔

## خوشی میں شریک کرنا

حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا کہ اپنی امت کے مساکین اور حاجت مندوں پر کس قدر احسان عظیم فرمایا، چونکہ عید کا معنی خوشی ہے۔ اور یہ عید تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس لیے آپ نے ہر مسلمان کی خوشی کا سامان فراہم کر دیا۔ اب جہاں اصحاب ثروت اور الدار لوگ اچھے لباس اور اچھے کھانوں کے اہتمام سے عید انعام منائیں گے۔ وہاں وہ غریب اور محتاج لوگ بھی اس مسرت میں برابر کے شریک ہو سکیں گے جن کے بچے انواع و اقسام کی نعمتوں سے محروم تھے۔

بہر کیف ایسی نظام مصطفیٰ ہے کہ اُمر اُس وقت تک نماز عید ادا کر سکیں جب تک غریبوں کو اپنی خوشیوں میں شریک نہ کر لیں۔

## سوال کس سے کیا جائے؟

ایک مرتبہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایک اعرابی نے کہا ”سَمِعْتُ جَدَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَسَأَلْتُمْ حَاجَةً فَاسْأَلُوا هَآمِينَ أَحَدَ أَتَبَعَةِ أَتَاعِي بِشَرِيفٍ وَآمَاقٍ لَهُ كَرِيمٌ أَوْ حَامِلًا الْقُرْآنِ أَوْ صَاحِبًا وَجْهًا صَبِيحًا“ (نزهت المجالس ج ۲ ص ۲۶۹)

یعنی میں نے آپ کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اگر سوال کرنا ہو تو ان چار اشخاص میں سے کسی ایک سے کرو یا شریف عربی ہو یا کریم آقا ہو، یا

قرآن اُٹھانے والا ہو۔ یا حسین چہرے والا ہو۔

چونکہ عرب نے شرافت آپ کے گھر سے پائی ہے۔ کہ تم آپ کی سیرت پاک ہے۔ رہا اعرابی قرآن ہونا تو قرآن پاک نے آپ کے گھر میں نزول فرمایا ہے۔

اور حسین چہرے کے بارے میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھے دیکھنا چاہو تو میرے حسن و حسین کو دیکھ لو۔

حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ”بِئَرِّی حَاجَتُ کِیَاہِی؟“

اعرابی نے اپنی ضرورت زمین پر گھردی۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا! میں نے اپنے جد امجد رسول خدا علیہ ائیمۃ و الشہادۃ سے سنا، معروف کا اندازہ معرفت سے ہوتا ہے بمعرفت جتنی زیادہ ہوگی بمعرف کی شہرت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

پھر فرمایا:

قَالَ: أَبَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قِيَمَتُ كُلِّ امْرِئٍ مَّا يَحْسِنُهُ۔

یعنی آدمی کی قیمت اتنی ہی ہوتی ہے۔ جتنی کسی کی اچھائی ہوتی ہے۔

لہذا

میں تجھ سے تین سوال پوچھتا ہوں۔ اگر تو نے تین میں سے ایک سوال کا جواب دیا تو تجھے قبیلہ کا قیسر احقر ملے گا۔ اگر تو نے دو کا جواب دیا تو تجھے دو حصے ملیں گے۔ اور اگر تو نے تینوں کا جواب دے دیا تو پوری قبیلہ تمھاری ہوگی۔

پھر فرمایا:

”مَنْ سَأَلَ فَعَمِلَ أَفْضَلَ“



اعرابی نے کہا:۔  
 ”اَلَا يُمْسِكُ بِاللّٰهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھنا۔  
 امام عالی مقام نے فرمایا:۔  
 ”ہلاکت کے وقت انسان کی نجات کیسے ہو سکتی ہے؟“  
 اعرابی نے عرض کی:۔  
 ”اَلَا يَتَّقُ بِاللّٰهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ نہ بننا۔  
 امام عالی مقام نے فرمایا:۔  
 ”فَمَا يَزِيدُكَ الْاِعْتِدُ“ یعنی بندے کی زینت کس سے ہے؟  
 اعرابی نے عرض کی:۔  
 ”وہ علم جس کے ساتھ شغل ہو۔“  
 امام عالی مقام نے فرمایا:۔  
 ”جس میں یہ تینوں چیزیں نہ ہوں۔“  
 اعرابی نے عرض کی:۔  
 ”وہ مال جس کے ساتھ کرم ہو۔“  
 امام عالی مقام نے فرمایا:۔  
 ”اگر یہ بھی نہ ہو۔“  
 اعرابی نے عرض کی:۔  
 ”پھر وہ فقر جس کے ساتھ صبر ہو۔“  
 امام عالی مقام نے فرمایا:۔  
 ”اگر یہ بھی نہ ہو۔“  
 اعرابی نے کہا:۔

”فَصَاعِقَةُ يُمْحَرُّقُ“ یعنی پھر بجلی ہو جو اُسے جلا دے۔  
 قَصَبَاتُ الْحُسَيْنِ فَأَعْطَاهُ الصُّوْرَةَ يَكْمُلُ لَنَا۔ یعنی اُس کی  
 ہر بات سن کر امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام نے تسلیم فرمایا اللہ اسے  
 پوری عطا کر دی۔  
 فقیر کہتا ہے:۔

ایمان کی ہے جان محبت حسین کی  
 سیرت ہے سب حضور کی سیرت حسین کی

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

حضور رسالت، آب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے  
 فرمایا:۔

”تیرے ماموں کا لڑکا تیرا کیا گنا ہے؟“

وہ شخص سوچنے لگا تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:۔

”تو نے اتنی جلدی اپنی ماں کو بھلا دیا۔“

بحان اللہ! رسول خدا علیہ التحیۃ والتناہ نے کس لطیف انداز میں بیٹے  
 کو ماں کا رشتہ یاد دلایا۔

”ناظرین غور فرمائیں! اگر بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ماں کا رشتہ یاد رکھے  
 اور ماں کے رشتہ داروں اور اقربا کو نہ بھولے، تو کیا کسی اُمّی کو یہ حق پہنچتا  
 ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے رشتہ داروں اور اقربا  
 کو بھول جائے جبکہ مال کے بھائی کی اولاد کو یاد رکھنے سے کہیں زیادہ ضروری  
 ہے کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاء و اقربا اور اولاد کو یاد



دکھا جائے۔ کیونکہ اُن کی سورت قرآن میں فرض کی ہے۔ اور آپ کی اولاد  
توسرا یا کوس ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے  
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

گر جے کو مسجد بنانا کیسا ہے؟

وَعَنْ طَلْحِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا قُدًّا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتَاهُ وَصَلَّيْنَاهُ مَعَهُ فَأَخْبَرَنَا  
أَنَّ بَأْضَابِيْعَةَ لَنَا فَاَسْتَوَاجَعَلْنَاهُ مِنْ قُضَلٍ طَوُّوْهُ فَدَعَا عَلِيْمَا  
فَتَوَضَّعَا وَتَضَعَمْنِ ثُمَّ صَبَّه لَنَا فِي آدَاوَةٍ وَأَمَرَنَا فَقَالَ أَخْرِجُوا  
فَإِذَا آتَيْتُمْ أَلْضَمَّكُمْ فَالْكِسْمُ وَابْتَعْتَكُمْ وَأَنْفَعُوا مَكَانَهَا بِطَعْدَا  
الْمَاءِ فَجَعَلْنَا إِنْ الْبَلَدَ بَعِيدًا وَالْحَرَّ شَدِيدًا وَالْمَاءَ نَشِيفًا  
فَقَالَ أَمَدُّهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا صَلْبًا  
درود النبی شکرہ شریف

حضرت طلحہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا ہم ایک  
 وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 تو ہم نے آپ سے بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ پھر ہم نے آپ کے ساتھ  
 نماز ادا کی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے علاقہ میں ایک گرجا ہے؟ آپ  
 نے اپنے وضو مبارک کے لیے برتن منگوایا۔ پھر ہمارا پانی منگوا کر وضو فرمایا  
 اور کلی کر کے یہ پانی ایک برتن میں ڈال دیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ اپنے وطن جا کر

گر جے کو گوردینا اور وہاں پر یہ پانی چھڑو دینا اور اُسے مسجد بنادینا۔  
 ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا شہر قدس ہے اور گرمی شدید ہے۔ یہ  
 پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا اس میں اور پانی ملا لینا۔ جتنا پانی ملاؤ گے  
 اتنی پاکیزگی زیادہ ہوگی۔

عظمت دربار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناء

اسلام قبول کرنے کے لیے جماعت کے ساتھ گھر سے نکلنا۔ صالحین  
 کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ اسلام پر یا تو یہ پرہیزگوں سے بیعت کرنا۔ اور  
 ان سے تبرکات حاصل کرنا یا عیث برکت اور صحابہ کی سنت ہے۔  
 کسی نے کیا خوب کہا ہے

اُمّہ فرید استیا دمیٰ وکھیں جا  
 مت کوئی مل جائے بخشیا تے توئی بخشیا جا

بہر کیف! ہم تو تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار  
 اقدس کے بھکاری اور آپ کے خالہ زاد غلام ہیں۔ اس کے علاوہ خود میں ایسی  
 کوئی چیز نہیں پاتے جو باعث عزت و افتخار ہو۔ اور آپ کے ہی دربار  
 عالی پر بعد عجز و نیاز عرض پرہیز ہوں۔  
 کسی نے کیا خوب کہا ہے

من آں خاکم کہ آبرو نوہارے  
 کند از لطف بر من قطرہ بارے



يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا  
يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا  
اِنْنِي فِي بَحْرٍ غَمٍّ مُفْرَقٍ  
خُلِّيَ يَدِي سِرْقَلَا اَشْكَا لَنَا

بکریاں عطا فرماتا

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں فقیر کی اس التجا کے بعد ایک حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں :-

قَالَ مَا سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَسْلَافِ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ. قَالَ: كَيْفَ رَجُلٌ قَامَظًا غَمًّا بَيْنَ جَبَالَيْنِ فَرَجَعَ قَوْمُهُ فَقَالَ: يَا قَوْمِ اسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي عَطَاةً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ. (مسلم شریف)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسلام پر جو کوئی بھی سوال کرتا آپ اُسے عطا فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا تو اُسے آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان بکریاں عطا فرمائیں۔ پس اُس شخص نے اپنی قوم میں آکر کہا اے قوم! اسلام قبول کر لو یہ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ فاقے کا ڈر غم ہو جاتا ہے۔

ما تم چستی نے کیا خوب کہا  
میرے محبوب کے قدموں میں سام  
عطاؤں کا سمندر بہہ رہا ہے

خزائن الارض کی کلید کاراز

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَوَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ رَأَيْتُمْ فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَأَنَا فِي اللَّهِ لَا نُظَرُ إِلَى حَوْضِي إِلَّا أَنْ وَارِثٌ قَدْ أُعْطِيَ مَقَاتِلُ خَزَائِنِ الْأَرْضِ. (بخاری ج ۱ ص ۱۶۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے تو اہل اُحد پر نماز کی مانند نماز جنازہ ادا فرمائی پھر آپ نے منبر شریف پر بیٹھ کر فرمایا میں تمہارے لیے فرط اور تم پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم! میں اس وقت یقیناً اپنے حوضِ ریکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

قارئین اندازہ فرمائیں اور خوب غور کریں کہ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمادی ہیں وہ ان خزانوں میں تصرف کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ کا مختار و متصرف ہونا تسلیم کرنا پڑے گا اور اگر جواب نفی میں ہے تو بتائیں خزانوں کی چابیاں عطا کر دینے کا مقصد کیا ہوتا ہے۔

بہر حال اس حدیثِ پاک کی وضاحت قرآن مجید فرقان حمید سے ملاحظہ



فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے :-

الَّتِي نَمْنَمُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا رَأَتْ مَقَارِحَهُ لَتَنُو بِالْمُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

(پ ۲۰ ص ۱۱)

یعنی ہم نے قارون کو اتنے خزانے دیئے کہ اُس کی چابیاں ایک طاقتور جماعت پر بھاری تھیں۔

علامہ کاشفی عصبہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-  
”عصبہ جماعت ہے باشد وہ تا چهل یعنی عصبہ دس سے لے کر چالیس افراد تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔“

### قاسم حقیقی کون؟

اس آیت شریفہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قارون کو اتنے خزانے عطا فرما رکھے تھے کہ اُن خزانوں کی چابیاں اُنٹھانا ایک جماعت پر بھاری تھا۔ کیا کوئی شخص اسلام قبول کر لینے کے بعد اس خزانہ الہی کی تکذیب کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید کے ایک لفظ کا انکار بھی دائرہ ایمان و اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہر صورت تسلیم کرنا پڑے گا کہ قارون کو اللہ تعالیٰ نے خزانوں کا مالک بھی بنایا تھا اور اس سے اس کی توحید پر بھی کوئی زد نہیں آئے تھی۔ اگر وہ بد نصیب ان میں سے اللہ تعالیٰ کا حقد نکالتا رہتا اور خدا تعالیٰ کا دیا ہوا مال اُس کے بندوں میں تقسیم کرتا رہتا تو اپنے خزانوں سمیت عرق نہ کیا جاتا۔ مگر وہ خائن تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے مال اس لیے دیا تھا کہ وہ اُس سے اُس کی فسوق کی حاجت روائی کرے مگر وہ اُس پر سانپ بن کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے برعکس

تا جدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دونوں جہانوں کی حکمرانی عطا فرما رکھی تھی۔ آپ کے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ آپ معاذ اللہ خائن نہیں بلکہ امین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رحمت و شفقت کے خزانے ہر حاجت کے لیے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کی حاجت روائی کے لیے جو کچھ عطا فرمایا ہے آپ اُسے پوری صداقت و دیانت سے تقسیم فرما رہے ہیں۔ اس میں توحید خداوندی کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اگر ایک خائن بد دیانت کذاب اور بے ایمان شخص کے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ خزانوں کو تقسیم کرتے ہو تو محبوب خدا نہیں۔ صادق۔ سچے رسول اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے سرگزیدہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کے خزانوں کا ہونا تمہیں کیوں گراں گزرتا ہے۔ جب کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں تمہاری پسندیدہ کتاب بخدا ہی شریف میں مزود ہے۔

ہر فروع! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن خزانوں کا مالک بنایا ہے وہ باذن اللہ اُن کی ملکیت ہے۔ اور یہ امر قدیدہ کے منافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بنائے وہ مالک بن جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا :-

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

حضرت مخدوم ازہرین کے خزانوں کا مالک ہونا تو ایک طرف حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ :-



فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ  
یعنی جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

### حضور کی ملکیت حقیقی

ہمارے آقاؐ نے نعمت تاجدار انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطاؤں کا لامتناہی حلسہ جاری ہے۔ زمین بھی آپ کی ملکیت ہے۔ اور آسمانوں پر بھی آپ کا سکہ چلتا ہے۔ اُس منبعِ جود و سخا کی سخاوتوں کا حصر کون کر سکتا ہے جسے اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنی تمام تر مخلوق کا حاکم اور اپنی تمام تر نعمتوں کا قاسم بنا رکھا ہو۔ تاہم اہل و عیال و محبت کے دلوں کی شگفتگی کے لیے چند روایات مزید پیش کی جا رہی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ثمرات جلیلہ

امام بخاری اپنی کتاب بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اقْرَأْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَمَلَأَتْ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاصِيَةِ لَنَا قَدْ أَغْنَىٰ. فَلَمْ يَكُنْ يَسِيرُ فَقَالَ بِي مَا لِي بِجَبْرِكَ؟ قَالَ: أَقُلْتُ: أَغْنَىٰ قَالَ: فَتَخَلَّفَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَجُّدَةً وَغَالَةً فَمَنْ رَأَىٰ بَيْنِي يَدِي الْأَيْدِ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَةُ اللَّهِ فَقُلْتُ: بِحَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَةُ اللَّهِ. (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اس حال میں ملے کہ میں ایک کمزور اونٹ پر سوار تھا جو نقابست کی وجہ سے اچھی طرح نہ چل سکتا تھا۔ اور سب اونٹوں کے پیچھے رہتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تیرے اونٹ کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کمزور ہے۔ آپ نے اونٹ کے عقب میں جا کر اُسے ڈانٹا اور اُس کے لیے دُعا فرمائی۔ تو وہ تیزی کے ساتھ بھاگتا ہوا تمام اونٹوں سے آگے نکل گیا۔ آپ نے پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا اے جابر تیرا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بہتر ہے اور آپ کی برکت اُسے پہنچ گئی ہے۔

### قارئین

اندازہ فرمائیں کہ جس جزا و کریم کے خزانہ کرم سے حیدانات تک کھونی ہوتی قوت اور طاقت حاصل کرتے ہوں وہ اپنی اُمت کے ناوار اور کمزور انسانوں کو کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے:

زندگی لیتے ہیں لاکھوں سید ابرار سے  
زور کمزوروں کو ملتا ہے کئی سرکار سے  
اس کو رضوی مل گئیں دونوں جہاں کی نعمتیں  
جو بھی وابستہ ہوا اُن کے سخی دربار سے

### چشمے ابل رہے ہیں

منقولہ بالا حدیث کی مثل ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں اور حضور



رسالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کرم کی برکتوں کا مشاہدہ کریں۔  
جس سے خیرات و عطا کے ساتھ پانی کے چٹے بھی ابل رہے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَكُنَّا نَحْدُ الْأَيَّاتِ بِرُكَّةٍ وَأَنْتُمْ تَعْدُوْنَ لَهَا  
تَحْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ  
فَقَالَ الْمَاءُ فَقَالَ: أَطِيبُوا الْمَضَلَّةَ مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِأَنَاءٍ فِيهِ  
مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْأَنَاءِ فَقَالَ: الْحَيُّ عَلَى الصَّهْرِ لِمَا بَارَكَ  
قَالَ بَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَّبِعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ نَسَمْتُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ  
وَهُوَ يُوْكَلُّ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۵)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم برکت کی آیات  
کو گنتے ہیں اور تم خوف کی آیات کو شمار کرتے ہو۔ حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہمارے پاس پانی کم ہو گیا۔ حضور رسالتاب  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بانی ماندہ پانی میرے پاس لے آؤ۔ صحابہ  
نے بچا کھیا پانی آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا تو آپ نے اپنا دست کرم  
پانی کے برتن میں رکھ کر فرمایا طہور مبارک کی طرف آؤ یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف  
سے ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور رسالتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان  
مبارک کے درمیان پانی کا چشمہ چل رہا ہے اور اس پانی سے ہم اسٹیمناں  
کے وقت تیس طرح طعام سنتے تھے۔

مسلم چشتی نے کیا خوب کہا

اودھ سے پنچے دی شان میں کی دساں  
جان قید جس دہج کائنات دیاں

پنچہ لوٹے ورج پایا تے چل پیاں  
نہراں ورج سن آب حیات دیاں

## آقائے نعمت کی دعا کا کمال

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَيْنًا  
وَمَاهُ إِلَّا أَنَا وَآمَنِي دَأَمَ حَرَامِي خَالَتِي فَقَالَتْ أَيْمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
تَحْوِيْدُ مَلِكٍ أَدْعُ اللَّهَ لَهُ. فَدَعَانِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَوْنِي فِي مَا دَعَانِي  
بِهِ أَنْ قَالَ أَلَسْتُمْ أَكْثَرُ مَالَهُ وَقَوْلَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ -

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۹۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم گھر میں یہ تین افراد  
تھے۔ میں۔ میری والدہ اور میری خالہ ام حرام۔ میری والدہ نے آپ کی خدمت  
میں عرض کی یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ  
سے دُعا فرمائیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر خیر کی  
دُعا فرماتے ہوئے کہا انہی انس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر۔ اور اس میں  
اس کے لیے برکت عطا فرما۔

المحقق نے کیا خوب کہا

جب آگئی میں جوش رحمت میں اُن کی آنکھیں

جلتے بجھا دیئے میں روتے ہنس دیتے میں

بہر کیف! آپ کی اس دُعا مبارک سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر  
یہ اثرات مرتب ہوئے۔ اس کی ایک جھلک شارح مسلم علامہ نووی کی اس



عبارت میں ملاحظہ فرمائیں :-

وَيَبْلُغُ قَدْرَهُمْ نَحْوَ الْمِائَةِ وَثَبَّتَ فِي صَدِيقِ الْبُخَارِيِّ  
عَنْ أَنَسٍ إِنَّهُ مِنْ أَوْلَادِهِ قَبْلَ مُقَدِّمِ الْحِجَابِ بْنِ يُوسُفَ  
مِائَةً وَعِشْرِينَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

(مشافہ مسلم شریف ج ۲ ص ۱۹۹)

یعنی اُن کی اولاد کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی صحیح بخاری میں ہے کہ  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف کے آنے سے پہلے اپنی اولاد  
میں دس ہونے لگے۔ اُن کے بیٹے بیٹیوں کی تعداد ایک سو بیس تھی۔ واللہ  
اعلم و ربولہ۔

### خیرات کا حصول برکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث یاد رکھنے سے جو اعزاز  
در بار رسالت پناہ سے ملا تھا اجمالاً اُس کا ذکر سابقہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے  
یہاں تفصیلی حدیث ملاحظہ فرمائیں :-

قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَقُولُونَ أَرَأَيْتَ  
هَرِيرَةً قَدْ أَكْثَرُوا اللَّهَ الْمَدْعَدَ وَيَقُولُونَ مَا يَكُ الْمُهَاجِرِينَ  
وَالْأَنْصَارِ يَحِبُّ ثَوْنٌ مِثْلَ أَحَادِيثِهِمْ ؟ أَخْبَرَكُمْ عَنْ ذَلِكَ  
أَبُو زَيْنَبٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا هَاجَرُوا كَانَ يَشْفَعُ لَهُمُ الصَّفِيُّ بِأَسْوَاقٍ وَ  
كُنْتُ أَلْزِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى بِلَاسِي  
بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا وَآخُفُّ إِذَا لَسُوا وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا آتَيْكُمْ دَبَسْتُ ثَوْبَهُ فَيَا خُدَّ

مِنْ حَدِيثِي هَذَا أَتَمَّ جَمْعَهُ إِلَى صَدْرِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْسِ شَيْئًا  
سَمِعَهُ قَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَى حَتْفِي فَرَفَعَ مِنْ حَدِيثِي لَمْ يَجْمَعْهُ  
إِلَى سُنْدِي قَمَانِي لَيْتَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ شَيْئًا أَحَدْتُ بِهِ

(مشافہ شریف ج ۲ ص ۱۹۹)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ  
کرام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خیال کرتے کہ وہ کثرت سے  
خدا کے لیے موعود ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں مہاجرین و انصار حضرات کا کیا حال  
ہے کہ انصار اس کی مثل حدیث بیان کرتے جس کی وجہ میں عنقریب بیان کریں  
گا۔ میرے انصار بھائیوں کے حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی زمین  
کے شغل میں مصروف رہتے تھے اور میرے مہاجرین بھائیوں کے حدیث  
بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بازار کی تجارت میں مصروف رہتے تھے جب  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس تہنہ پر لازم پکڑ لیا کہ اپنا  
پیٹ حدیث رسول سے بھر لوں۔ چنانچہ جب لوگ غائب ہو جاتے تو میں  
آپ کی خدمت میں حاضر رہتا جب لوگ بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔ ایک  
روز حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون میری  
اس حدیث کو پکڑنے کے لیے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہے۔ پھر وہ اس  
کپڑے کو سینے سے لگا لئے تو وہ جب بھی میری حدیث سنے گا کبھی نہیں  
بھولے گا۔

یہاں تک کہ حضور سید عالم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پوری  
فرما کر فارغ ہوئے تو میں نے اپنی چادر کو پھیلا کر اپنے سینے سے ملا لیا تو  
اس دن کے بعد میں کبھی نہیں بھولا۔



فیر کتاب ہے

رضوی عطائے مصطفیٰ اب پر ہے ہو رہی  
کئی بھی سائل آپ کا خالی نہیں رہا

میرے مصطفیٰ ہر مرض کی دوا

عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ بْنَ يَزِيدَ  
يَقُولُ ذَهَبْتُ فِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي وَجَعَتْ فَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ وَدَعَا لِي  
بِالْبُرْكَاتِ ثُمَّ كَعَصَاءَ شَرِيبٍ مِنْ وُضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ ظَهْرَهُ فَفَضَّلْتُ  
إِلَى خَاتَمَتِهِ بَابُونَ كَتَبَ بِمِثْلِ ذُرِّ الْجُحْلَةِ.

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۹)

جعد بن عبد الرحمن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت  
بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس لے گئی۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میری بہن کا  
بیمار بیٹا ہے، حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر کو  
مس کیا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے وضو فرمایا تو میں  
نے آپ کے وضو کے پانی سے تھوڑا سا پانی پی لیا۔ پھر میں آپ کے عقب  
میں کھڑا ہو گیا اور آپ کے شانہ بکے اقدس کے درمیان کبوتر کے لٹے  
کی مثل مرہبت کر دیکھا۔

جبریل کا کارنامہ

معزز قارئین اگرچہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و عطا

کے لیے قرآن مجید کے مختصرات ال کے بعد احادیث مبارکہ سے براہین ماطہ  
کا سلسلہ شروع ہے۔ تاہم اس مقام پر پھر سے چند آیات و بینات پیش  
کرنے کے بعد سلسلہ احادیث نبویہ شروع کیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ نَزْلًا عَلَی  
قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (پاس بقرہ)

اے محبوب! فرما دیجئے جو جبریل کا دشمن ہے حالانکہ اس نے  
اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر قرآن اتارا ہے۔  
دوسری آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا تعارف یوں  
کرایا گیا ہے۔

تَنَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۖ عَلَی قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ  
الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ.

(سورہ شجراہ پ ۱۹ رکوع ۵)

روح الامین یعنی حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے دل پر لایا تاکہ  
آپ ڈرانے والوں میں ہوں وہ آیا ساتھ روشن عربی زبان کے۔

قاسم الایمان کون؟

ان دونوں آیات مقدسہ کے علاوہ قرآن مجید کے بارے میں ھدی  
لِلْمُتَّقِينَ بھی آیا ہے۔ یعنی یہ متقیں کے لیے ہدایت ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ  
حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب اطہر و منزہ ہے۔ آپ جب  
کہ یہ امر واضح ہے کہ قرآن پر ہرگز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اور ہدایت



کے اس مصدر کا مصدر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور آپ  
 ہیں کی ذات اقدس وہ منبع ہدایت و نور ہے جہاں سے برکات قرآن کو  
 حاصل کیا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ "اگر اہل قرآن کے پاس قرآن  
 ہے تو آپ کا دیا ہوا ہے۔ اگر اہل ایمان کے پاس ایمان ہے تو آپ کا  
 عطا کردہ ہے۔ صحابہ کو صحابیت ملی تو آپ کے دربار اقدس سے صالحین  
 کو صالحیت ملی تو آپ کی نگاہ کرم سے متقین کو ہدایت ملی تو آپ سے  
 صدیقین کو صداقت ملی تو آپ کے جو دو الطاف سے شہداء کو شہادت  
 سے سرفراز کیا تو آپ کی عطا نے۔ اماموں کو امامت ملی تو آپ کے کرم  
 سے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کو نبوت عطا فرمائی تو وہ  
 بھی آپ کے صدقے سے عطا ہوئی۔

ہر کلمہ گو اس بات کو جانتا ہے کہ اُسے اسلام کی یہ عظیم نعمت ماحد اہلبیت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے ہی نصیب ہوئی ہے۔ مگر ان  
 احسان فراموشوں کو کیا کہا جائے جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور آپ کے احسان  
 و الطاف کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے ان کی تنقیص کے درپے رہتے  
 ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان  
 لوگوں کی احسان فراموشی اور محرومیوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

تم پر میرے آقا کی عنایت و مہربانی  
 بخدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان کیا

عالم کتاب و حکمت کون؟

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید

میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ  
 السلام کی دعا کا ذکر اس طرح فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:-

لَقَدْ نَادَانَا بِعَشْتِ نِيهِمُ رُسُلًا وَمِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ  
 آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ  
 إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اے ہمارے رب ان میں ان میں سے ایک رسول بھیج جو ان  
 پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب و حکمت سکھائے  
 اور انہیں پاک کرے بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔

تعمیم کے بعد آیت تنقیص پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے  
 آقا نے نعمت حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ و جلال  
 اور شان و سلطوت کا واضح طور پر اظہار ہوا اور پتہ چل جائے کہ آپ ہی کتاب  
 و حکمت سکھانے کے علاوہ دلوں کو پاکیزہ فرمانے والے ہیں۔ اور ان امور  
 کو جاننے کے بعد آپ کی عطا و سخا کا منصب زیادہ قوت کے ساتھ راسخ  
 فی القلوب ہو۔

ارادہ میں تبدیلی پیدا کرنا

علامہ بہمانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انوار محمدیہ میں لکھتے ہیں کہ:-  
 "فضائل نامی ایک شخص حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کو معاذ اللہ قتل کرنے کے ناپاک ارادہ سے تلواریں کر نکلا  
 آپ اُس وقت کعبہ معظمہ کا حلواف کر رہے تھے کہ آپ نے اُسے



مناظر کرتے ہوئے فرمایا کیا ارادہ ہے؟

قَالَ رَضِيَ عَنْكَ اللَّهُ فَصَلِّ اللَّهُ صَلَاتَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ قُلْبُهُ فَقَالَ قُلْبُهُ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا رَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِي حَتَّى مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ (انوار محمدیہ ص ۱۱۱)

فضالہ نے کہا کچھ نہیں میں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا ہوں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ فضالہ کہتے ہیں پھر آپ نے اپنا دستِ رحمت میرے سینے پر رکھا تو میرا قلب چلنے سے بند ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی محبت میرے سینے میں ڈال دی۔

## نبی غیب دان کی غیب دانی

نفوس کو پاکیزہ کرنے کے بارے میں علامہ مذکور نے اس کتاب کے ص ۱۱۳ پر طبقات ابن سعد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

”عثمان بن طلحہ نے کہا ہم زمانہ جہالت میں کہ شریف کا دروازہ پیر وار اور جمعرات کو کھولا کرتے تھے۔ ایک روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے کعبے کے اندر داخل ہونا چاہا تو میں نے کعبے کا دروازہ بند کر دیا اور آپ کی شان میں نازیبا کلمات کہے۔ حضور رسالت مآب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں نہایت صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے فرمایا! اے عثمان! آج تو مجھے کعبے کے اندر داخل ہونے سے روکتا ہے مگر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب کعبے کی چابی میرے پاس ہوگی۔ اور میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔ چنانچہ فتح مکہ کے وقت آپ نے فرمایا اے عثمان کعبے کی چابی لاؤ۔ میں نے گھر جا کر اپنی والدہ سے چابی طلب کی تو اس نے انکار کر دیا۔ میں نے والدہ سے کہا خدا کی قسم چابی اپنی پڑے گی ورنہ یہ تلوار میری پشت سے پار ہو جائے گی۔ میری والدہ نے یہ سن کر چابی دے دی۔ اور میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے کعبہ شریف کا دروازہ کھولا اور پھر چابی مجھے واپس دیتے ہوئے فرمایا اے عثمان آج کے بعد یہ چابی تم سے کوئی نہیں لے گا مگر ظالم۔ پھر آپ نے فرمایا عثمان! میں نے تجھ سے یہ بات کہی تھی کہ ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا اسے عطا کروں گا۔ عثمان نے کہا۔ ہاں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا أَلْفًا نَافِلَةً إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے اہل کی طرف لوٹا دو۔

منقولہ بالا واقعہ سے دیگر لطائف کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ان دو امور کی نشان دہی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا



کعبہ کی چابی ایک روز میرے پاس ہو گئی اور میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا  
یہ آپ کا علم غیب ہے۔ پھر آپ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمان بن طلحہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چابی لے کر پھر ان کو ہی عطا فرمادی۔ یہ آپ کے حسن سلوک  
شان کرم کی برہان عظیم کے علاوہ آپ کے جود و عطا اور فیضان و کرم کی  
بھی خوب صورت دلیل ہے۔

### امست کا غم خوار کون ؟

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَوَقَّى أَبِي وَمَعِيهِ دِينَ  
فَعَصَّيْتُ عَلَى عَمٍّ مَائِدَةٍ أَنْ يَأْخُذَ وَاللَّهِ بِمَا عَلَيْهِ  
فَأَبَوْا أَنَا تَلَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي اسْتَشْهَدَ يَوْمَ  
أُحُدٍ وَتَرَكْتُ دِينَكَ كَثِيرًا وَإِنِّي أَحَبُّ أَنْ يَرَاكَ  
الْعَرَمَاءُ فَقَالَ لِي إِذْ هَبْ فَيَدْرُ كُلَّ تَهْمٍ عَلَى  
فَاجِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَانَتْهُمْ  
أَعْرُؤُا فِي بِلَدِكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ حَافَتْ  
كُلُّ أَعْظَمَ صَابِيَةً رَشَلَتْ مَرَاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ  
ثُمَّ قَالَ أَدْعُونِي أَصْحَابَكَ فَمَا ذَاكَ بِيَكِيدُ لَهُمْ حَتَّى  
أَدَى اللَّهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَلَا أَرْجِعُ إِلَى أَخَوَاتِي  
بِمَسْرَةٍ فَسَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَّادِرَ كُلَّهَا وَحِينَ أَتَى انْظُرْ  
إِلَى الْبَيْدِ وَالِدِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ سَأَلَهَا كَمْ تَقْصُصُ تَمْدِدُهُ وَاجِدُهُ - (مسند شریف)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ  
فرت ہوا تو اُس کے ذمے بہت سا قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے کہا  
میرے پاس کھجوریں ہیں وہ اپنے قرض کے عوض لے لو۔ مگر انہوں نے  
کھجوریں ٹھوڑی ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں میرا  
باپ غزوہ اُحُد میں شہید ہو گیا تھا۔ اُس نے بہت سا قرض چھوڑا ہے۔ میری  
خواہش ہے کہ قرض خواہوں کو آپ کے حوالے کر دوں۔ حضور رسالتاں  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اپنے گھر جا کر سب کھجوریں ایک جگہ  
جمع کر دو۔ میں نے تمام کھجوریں ایک جگہ جمع کر دیں تو آپ تشریف لے  
آئے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو قرض کے مطالبہ میں شدت اختیار کر لی۔  
آپ نے اُن کی شدت طلب کو دیکھا تو کھجوروں کی ڈھیر کے گرد تین چکر  
لگائے اور اُس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپ نے جابر سے فرمایا  
اپنے قرض خواہوں کو بلا لے۔ چنانچہ آپ ہر ایک قرض خواہ کو پورا پورا  
وزن عطا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تمام قرض خواہوں کا قرض پورا ہو گیا۔  
اور مجھے خوشی حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کی امانت کا بوجھ اتار  
دیا۔ میں نے اپنے بھائیوں کے پاس آ کر کھجوروں کو دیکھا تو وہ اتنی ہی تعجب  
جتنی میں نے ایک جگہ جمع کی تھیں۔

### فقر کتنا ہے ؟

اللہ اللہ یہ رسول دوسرا کی شان ہے  
سب کی بھولی بھر رہی ہے ہر طرف فیضان ہے  
قرض اپنے امتی کا آپ ہیں کرتے ادا  
کس قدر رضوی مری سرکار کا احسان ہے



حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہونے کا تذکرہ وہ بحر  
ناپید اکر رہے۔ جس کا نہ کنارہ ملتا ہے اور نہ ہی گہرائیوں اور پیمائشوں  
کا پتہ ملتا ہے۔ جس طرف نظر کرو عطاؤں پر عطا نہیں ہوتی ہیں۔ جو بھی آپ کے  
دربار گہریں حاضر ہو جاتا ہے دامن مراد کو بھر لیتا ہے۔ برکتیں آپ کے ساتھ  
ساتھ ہوتی ہیں۔ رحمتیں آپ کے ساتھ بگوش ہیں۔

امام الامت علیہ السلام فاضل بریلوی نے کیا غروب فرمایا  
رحمتیں بانٹتا جس سمت وہ ڈیشان گیا  
ساتھ ہی ناشی رحمت کا قلمدان گیا

### رحمت عالم کا شکم پر پتھر باندھنا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے سلسلہ میں ایک  
اور حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں :-

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفًا فَهَرَسَتْ كَذِيَّةٌ شَدِيدَةً  
فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هَلْ بِهِ كَذِيَّةٌ عَرَضَتْ  
فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلُ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَبِشَاتِلَتُهُ  
أَيَّامٌ لَوْ نَدَدْتُ ذَوَا قَا فَاحَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ  
فَضْرَبَ فَمَا دَكِيئًا أَهْمِلَ فَأَنْكَفَأَتْ إِلَى أَمْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ  
شَيْءٌ قَاتِي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصًا شَدِيدًا  
فَأَخْرَجَتْ جَرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرَةٍ نَبْطِيَّةٍ وَاجْت  
فَدَا بَحْمَهَا وَطَحْنَتْ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلَتَا اللَّحْمَ فِي الْبَطْنِ  
ثُمَّ جَعَلَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقُلْتُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبْعًا بَهِيمَةً لَنَا وَطَحْنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَقَالَ  
أَكْتُوْا وَنَعْرًا مَقْلَفَ فَصَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ  
الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرَ اصْنَعْ سَوْسًا فَحَى هَذَا بِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُذِرُ لَكُمْ يَوْمَ تَكُونُ وَلَا تُخْبِرُونَ عَجِيئَتَكُمْ  
حَتَّى آجِي وَجَاءَ فَأَخْرَجْتُ لَهُ عَجِيئًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَايَ لِي  
ثُمَّ عَمِدَ إِلَى يَوْمِنَا فَبَصَقَ وَبَايَ لِي ثُمَّ قَالَ أَدْعِي قَابِزَةً فَلْيُجِزْ مَقْلَفًا  
وَأَقْدَحِي مِنْ يَوْمِ تَكُونُ وَلَا تُذِرُ لَوْهَا وَهُمْ الْفَكَاسِمُ بِاللَّهِ لَا تَكُلُوا  
حَتَّى تَوَكُّوهُ وَتُحَرِّقُوا وَإِنْ يَوْمَ تَكُونُ تَلْفَظُ كَمَا هِيَ وَرَأَيْتُ  
عَجِيئًا يُخْبِرُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز خندق کھود رہے  
تھے کہ ہمارے سامنے ایک سخت پتھر آگیا۔ اسی اشار میں رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ایک  
سخت پتھر آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں خندق میں اترتا ہوں۔ آپ کھڑے  
ہوئے تو آپ کے شکم مبارک پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔ کیونکہ ہم لوگوں  
نے خندق کے تین دن کے قیام میں کوئی چیز نہ کھائی تھی۔ اور نہ ہی پانی  
پیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کدال لے کر خندق کے پتھر  
پر ضرب لگائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ میں اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے  
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔ محسوس ہوتا  
ہے کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اگر کچھ گھر میں ہو تو آپ  
کی دعوت کی جائے۔ اس کی بیوی نے ایک صاع یعنی سوا دو سیر آٹا لیا گوندھ



بیا۔ اور ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے سامن تیار کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے آپ کے لیے اور آپ کے چند اصحاب کے لیے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلند آواز میں فرمایا اے اہل خندق جابر کی دعوت پر سب چلیں۔ پھر آپ نے حضرت جابر کو فرمایا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی کو چولے سے نہ اتارنا اور نہ ہی آٹے کی روٹیاں پکانا۔ بعد ازاں آپ حضرت جابر کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ہانڈی اور آٹے میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر فرمایا ایک روٹیاں پکانے والی بلا لو اور ہانڈی کو چولے سے نہ اتارنا بلکہ وہیں سے برتنوں میں سامن ڈال کر کھانا کھلاتے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اُس کھانے کو ایک ہزار کے لشکر نے سیر ہو کر کھالیا مگر اتنا سامن اور آٹا موجود تھا جتنا ہم نے پکایا تھا۔

شواہد النبوة میں اس واقعہ کے ضمن میں بتایا گیا ہے کہ اُس روز حضرت جابر کے لڑکے گر گرفت ہو گئے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی زندہ فرمایا تھا۔

البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آپ نے ذبح ہونے والی بکری کو بھی زندہ فرمایا تھا۔

### برکات و برکات

معزز حضرات! میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بخششوں اور جود و عطا کو کہاں تک بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس روایت میں بصدق فیہ اور بارک

کے الفاظ قابل غور ہیں۔ یعنی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہانڈی میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اور اس لعاب دہن مبارک کی برکت اور دعا مبارک کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند لوگوں کے لیے پکائے ہوئے کھانے سے ایک ہزار افراد سیر ہو گئے مگر کھانا جوں کا توں باقی رہا۔ آپ اس واقعہ کو میرے آقا کے نعمت کا معجزہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور بلا شک و شبہ یہ آپ کا عظیم تر معجزہ ہے۔ مگر اس معجزہ کی روحانی کا ذریعہ آپ نے اپنے لعاب دہن مبارک اور اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کو بنایا ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو جائے کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن جیسے نہیں ہیں۔ اور اگر قوم دلیہ خود کو اُن کی مثل یا اُن کو اپنی مثل کہنے کا دعویٰ کرے تو میری جماعت کے محققین اُن سے پوچھ سکیں کہ کیا تمہارے تفوک میں یہ پاکیزگی ہے کہ اُسے ہانڈی میں ڈال دیا جائے یا اُس میں اتنی برکت ہے کہ ہانڈی میں ڈالنے سے اُس کا سامن ایک ہزار افراد کو کفایت کر سکے۔

بہر حال بات دُور چلی جائے گی۔ اس لیے ہم اہل شقاوت کی بجائے اہل محبت کی بات کرتے ہیں۔ رئیس المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

”ایں جہ از برکات آل سید اسادات و منبع البرکات بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ زمین و آسمان و ظاہر و باطن از برکات و نعم وے پُر است و قصور باید کرد کہ چہ ذوق و سرور ازین سعد در دل ہائے اہل حضور شدہ باشد شادمان دے خوشا باطنے کہ برکت اُن رحمۃ للعالمین در وے راہ یا بد یک بار ایں فقیر در بازار یکہ در منھے است از ترہ فروش می شلود کہ بر ترہ ہائے خود یکب می القاند وے



گوید یا برکتہ النبی تعالیٰ و انزلی ثم لا ترجلی۔ (اشعۃ اللمعات) ہم ملتے  
یہ تمام برکات سید السادات طبع برکات حضور سالت آب صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی طرف سے تھیں کیونکہ زمین و آسمان اور ظاہر و باطن آپ کی برکتوں  
اور نعمتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ خیال فرمائیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر رہنے والوں کے دلوں میں ذوق و سرور کا کیا  
عالم ہوگا۔ جب وہ حضور رحمۃ للعالمین کی باطنی برکات سے شادمانی حاصل کرتے  
ہوں گے۔

ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک سبزی فروش  
اپنی سبزی پر پانی چھڑکاؤ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی برکتوں! آج اور ایسا اترو کہ پھر کبھی مجھے کا خیال نہ کرو۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد رئیس المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی  
رحمۃ اللہ علیہ فنانی العشق رسول حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار نقل  
فرماتے ہیں ۵

ز مہجوری بر آمد جان علم  
ترجم یا نبی اللہ ترجم  
ز آخر رحمت للعالمین  
ز محرومان چہرا غافل نشینی

یا رسول اللہ زمانہ آپ کے ہجر میں جہاں باب ہے۔  
رحم فرمائیں اے اللہ کے نبی رحم فرمائیں۔

آپ آخر تمام جہانوں کی رحمت ہیں۔  
آپ محروم و محتاج لوگوں سے کس طرح بے خبر رہ سکتے ہیں۔

اے نعمتوں کے قاسم اے معطی زمانہ  
اے رحمت دو عالم اے سرور یگانہ  
رضوی غریب پر بھی اک نظر کرم کی  
اس کو بھی اب دکھا دیں سرکار آستانہ

## ایمان کی دولت دیتے ہیں

معزز قارئین! درود منہ کے جامی، بے سہاروں کے سہارے حضور  
رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف دنیوی نعمتوں کے معطی و قاسم  
ہیں بلکہ دولت دین بھی آپ ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُوهُ أُرِي إِلَى الْوَسْطَاءِ وَهِيَ  
مُشْرِكَةٌ فَدَعَا نَحْنُ مَا نَأْتِيهِمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا  
أَبْكِي قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُعْطِيَ أُمِّي أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
أَلَيْسَ بِإِخْوَةٍ أُمِّي أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجَتْ مُسْتَبْشِرَةً بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَتَمَنُّتُ أُرْفَى  
خَشَفَ قَدْحِي فَقَالَتْ مَكَانُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَخَصَصَ النَّبِيُّ  
فَأَعْتَسَلْتُ فَلَيْسَتْ دُرْعَمًا وَتَحَلَّتْ عَنْ خِيَارِهَا فَفَقَعْتُ الْبَابَ  
ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ  
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَجِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَقَالَ خَيْرًا.  
قَدَّاهُ مُبَلِّغًا - بحمدہ شریف ص ۵۲



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی مشرکہ مال کو اسلام کی دعوت دی تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہے۔ میں روٹا ہوا حضور رسالت اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اے فراتیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا: **اَللّٰهُمَّ اِهْدِ اُمَّہَا وَابْنُہَا لِدِیْنِکَ**

یعنی الہی ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خوشی خوشی گھر گیا تو دروازہ بند پایا۔ میری والدہ نے اندر سے میرے آنے کی آواز سنی تو کہا باہر ہی ٹھہرو۔ اسی اثناء میں میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ اُس وقت غسل کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے چادر اوڑھ کر دروازہ کھولا اور فرمایا: ”ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“

میں اپنی والدہ سے کلمہ شہادت سن کر خوشی سے روٹا ہوا حضور رسالت اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی والدہ کے اسلام کے بارے میں بتایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور دعا ئے خیر فرمائی۔

عزیزانِ گرامی! سبحان اللہ! یہ ہے ہمارے اقلے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربارِ عالیہ کی عطا و سخا۔ ادھر حضرت ابو ہریرہ نے اپنی والدہ کی ہدایت کے لیے عرض کی۔ ادھر آپ کا دریا ئے رحمت جوش میں آگیا اور ابھی وہ گھر نہیں پہنچے تھے کہ ان کی والدہ ایمان کی دولت سے

بالا مال ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے

جب آگنی میں جوشِ رحمت پر اُن کی آنکھیں جلتے بجھا دیئے ہیں روٹے ہنسا دیئے ہیں

انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْمَدْيَنَةِ وَدَسُّوا لِللّٰهِ قُلُوبَهُمْ  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَ يَدَيْهِ دُرُّوهُ فَتَوَضَّاءُ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ  
فَحَوَّاهُ قَالُوا أَلَيْسَ هُنْدًا مَاءً تَتَوَضَّاءُ بِهِ وَتَشْرِبُ الْمَاءَ دُرُّوكَ  
فَوَضَّعَ الْيَتِيمُ صَدْرَهُ لِلّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فِي الدَّرِّ كَوْنَهُ لِمَاءٍ  
يَقُوُّ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَمَا مَشَى الْعُيُونِ قَالَ! فَشَرِبْنَا  
تَوَضَّاءُ نَاقِيلًا لِحَابِرٍ كَمَا كُنْتُمْ تَقَالُ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ  
أَلْفًا نَكْنُ خَمْسَ عَشَرَ مِائَةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پانی ختم ہونے کی وجہ سے لوگ پیاسے ہو گئے۔ پھر وہ حضور رسالت اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں یا پئیں سوائے اُس کوزہ کے جو آپ کے پاس ہے۔ حضور رسالت اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک کوزے میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی کے فوارے بہہ نکلے۔ پس ہم نے اُس سے پیا



اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حدیبیہ کے موقع پر کتنے لوگ تھے۔ حضرت جابر نے کہا اگر اس روز ہم ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کفایت کر جاتا۔ مگر اس روز ہم پندرہ سو افراد تھے۔  
حضرات مہترم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا گھنے سے پانی کے چشموں کا پھوٹنا بلاشبہ آپ کا عظیم معجزہ ہے۔ مگر پتھر سے چشمہ پھوٹنا ایک فطری اور بدیہی امر ہے۔ جب کہ حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ ہٹا اور اسے بڑے شکر کو اس پانی کا کفایت کرنا آپ کا وہ عظیم معجزہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

امام اہل سنت فاضل بریلوی نے یہاں خوب فرمایا ہے  
انگلیاں ہیں لیکن عام ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر  
ندیاں ہیں پنج آب رحمت کی میں جاری داد داد

### آنکھوں کی درد کا دور ہو جانا

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ نَفِثَ هَذِ الرَّايَةُ غَدَا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يَحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ فَقَالَ آيُنَ هَلْ بِنِ آيُنَ طَائِبَ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَرِي عَيْنَهُ قَالَ فَأَنْسَلُوا إِلَيْهِ فَإِنْ بِهِ فَبَصُقْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَدَأَ كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَا تِلْكَ حَتَّى يَكُونُوا وَمِثْلَنَا

فَتَا انْفُسَ عَلَى سُبُلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَ أَخْبِرُهُمْ بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ قَوْلُ اللَّهِ إِنَّ يَهْدِي اللَّهُ بِلَيْكَ رَجُلًا وَاحِدًا أَخْبِرَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حَمْدُ النَّعْمِ مُتَعَقِّ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ . ص ۵۶۴)

حضرت سہیل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق خیبر کے روز حضور رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں صبح ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور رسول محبوب رکھتے ہیں۔ اور وہ بھی اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہو۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں نے اس تمنا پر صبح کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج کس کو جھنڈا اعنایت فرمائیں گے۔ چنانچہ جب ہم حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کی آنکھوں میں درد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاصد بھیج کر اُن کو بلاؤ۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لایا گیا تو آپ نے مولا علی کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔ قرآن کی آنکھیں یوں ٹھیک ہو گئیں جیسے وہ کبھی نہ لگی ہوں۔ پھر آپ نے مولا علی کو جھنڈا اعنایت فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ انکریم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خیبر والوں کو قتل کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے مثل ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اے علی جائیں اور زمی سے کام لیں۔ یہاں تک کہ وہ بساحت زمین میں اتر آئیں۔ پھر اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور اُن کو اس کے ساتھ خبر دیں جو ان پر خدا کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر ایک شخص



بھی تیری دعوت پر ہدایت قبول کرے گا تو وہ تیرے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہوگا۔

اس

حدیث پاک میں اس جملہ پر غور فرمائیں کہ کل میں اُس کو جھنڈا دول کا جو خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور خدا اور رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس جملہ کو بھی دیکھیں کہ کل اُس شخص کے ہاتھ پر خیر فتح ہوگا، گویا آپ کے علم پاک میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے محبت فرماتا ہے۔ گویا آپ دہل میں پوشیدہ محبت اور خلوص کو پورے طور پر جانتے ہیں۔ اور آپ کے علم غیب سے واقفیت رکھنے پر اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ آپ فرماتے ہیں کہ آنے والی کل کو خیر کا قلعہ لازماً فتح ہوگا۔ اور اُسے فلاں شخص فتح کرے گا۔

اس

سے اُن لوگوں کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان ان اللہ عندہ علم الساعة کے ترجمہ اور مفہوم کو محدود کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس حقیقی علم سے کسی دوسرے کے لیے مجازی علم کی نفی کرتے ہیں۔ متعدد احادیث مبارکہ اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ قیامت کے متعلق پیشگوئیاں فرمائیں۔

علامات قیامت

مشکوٰۃ شریف کے حوالہ سے سابقہ اوراق میں بیان کی گئی حدیث

پاک کا کچھ حصہ دوبارہ پیش خدمت ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر خدمت تھے کہ ایک سفید ریش سیاہ زلفوں سے آراستہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے دو زانو ہو کر اُوب سے بیٹھ گیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا تو اس نے کہا ایمان کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا تو اس نے کہا! احسان کیا ہے؟ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بھی جواب دے دیا۔ تو اس نے عرض کی قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا انا المَسْئُولُ عَنْهَا اَعْلَمُ مِنَ السَّائِلِ یعنی جس سے سوال کیا جائے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی یہ راز قابل اظہار نہیں جتنا تو جانتا ہے میں بھی اتنا جانتا ہوں۔ کیونکہ حدیث میں زیادہ کی نفی ہے برابر کی نہیں۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ علامات قیامت ہی بتادیں۔ آپ نے اُسے قیامت کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا:

اَنْ تَلِدَ الْاُمَمَةُ رَجُلًا وَّ اَنْ تَذِيَ الْحَقَّاءَ الصَّوَاةَ الْعَالَةَ  
رَعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُشْتَانِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)  
یعنی لوٹدی اپنے مالک کو جئے گی اور ننگے بدن اور پرہیز پا لوگوں کو فخر کرتے دیکھو گے۔

اس

جملے پر غور فرمائیں۔ یہ امور قیامت کی نشانیں ہیں سے ہیں۔ اب جب کہ آپ قیامت کی نشانیاں بتا رہے ہیں تو قیامت کا علم اور کسے کہتے ہیں یہی نہیں بلکہ آپ نے قیامت بیا ہونے کا دن اور امید تک بتا دیا ہے اور فرمایا ہے۔



قیامت جمعۃ المبارک کے دن ۱۰ محرم الحرام کو قائم ہوگی۔

## فضیلت جمعۃ المبارک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَحِيَّةُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلَقَ آدَمَ وَ فِيهِ  
أَدْخَلَ الْجَنَّةَ وَ فِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَهُ تَقْوِمُ السَّاعَةُ الْيَوْمَ الْجُمُعَةُ  
رواه مسلم مشكوة شریف ص ۱۱۹

حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دن جمعۃ المبارک  
کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اسی دن انہیں جنت میں  
داخل کیا گیا۔ اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا۔ اور اسی جمعۃ المبارک کے  
دن قیامت قائم ہوگی۔

## بارش کا اترنا

علاوہ ازیں وہابیہ کے اعتراض و منزل الغیث یعنی بارش کا اترنا  
کو اس کا علم بھی مقربین خدا کے لیے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف  
علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ  
عز و جل نے ارشاد فرمایا :-

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ  
یعنی لوگوں نے کہا! اے یوسف صدیق ہمیں سات گایوں  
کے بارے میں فتویٰ دیں۔

اس وقت کی بات ہے کہ جب عزیز مصر نے خواب میں دیکھا کہ

سات کمزور گائیں ہیں اور سات فربہ ہیں۔ اور سات خشک عوٹے ہیں  
اور سات تازہ ہیں۔ اور اس خواب کی تعبیر تانے سے سب لوگ عاجز آچکے  
تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کے جواب میں فرمایا :-

قَالَ تَذَرُونِ سَبْعَ سِنِينَ ذَابًا فَأَحْصَدْتُ ثَمَرَهُمْ ذُوهُ  
فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ  
ذَلِكَ سَبْعٌ بِشَدِّ إِذَا تَأْكُلُونَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُمْ إِلَّا قَلِيلًا  
مِمَّا تَخْصِصُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ  
الْقَاسُ وَ فِيهِ يُعْصِرُونَ ۝ (س یوسف آیت ۴۷-۴۹)

فرمایا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار جو کاٹو اس کی بالی میں  
رہنے دو۔ مگر تھوڑا بچنا کھا لو۔ پھر اس کے بعد سات کرے آئیں  
گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے اُن کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا  
مگر تھوڑا جو بچا لو۔ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں  
لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس پھوڑیں گے۔

## وہابیہ کی کم ظرفی کا سبب

حضرات محرم ادہابیہ کی سب سے بڑی محرومی یہ ہے کہ یہ حقیقت و  
عجاز کا فرق کیے بغیر فتوے صادر کرتے رہتے ہیں۔ اور قرآن مجید سے  
اُن آیات کا انتخاب کر لیتے ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذاتی اور  
حقیقی علم یا قدرت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اور اُن آیات کو چھوڑ دیتے ہیں  
جن میں دوسروں کے مجازی اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم و قدرت کا  
تذکرہ ہوتا ہے۔



یہ وہ آیت تو پیش کر دیتے ہیں جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیامت اور نزول بارش کا علم اپنے ساتھ مخصوص فرمایا۔ مگر ان آیات کو بھول جاتے ہیں جہی میں اللہ تعالیٰ کے مقررین سے ان امور کے بارے میں انہما ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ تو کسی کو آنے والی کل کے بارے میں علم ہے۔ اور نہ ہی کوئی یہ جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی۔ حالانکہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ان کو صرف آنے والی کل بلکہ آنے والی کئی برسوں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا پردہ گرام بتا رہے ہیں۔ اور واضح فرما رہے کہ آئندہ ان سالوں میں بارش ہوگی اور ان برسوں میں قحط سالی ہوگی۔

بہر حال! یہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل کے پیارے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کا علم تعبیر ہے مگر ہمارے آقائے نعمت حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے علم کے بارے میں ارشاد گرامی ہے:-  
عَلِمْتُ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ  
یعنی میں اولین و آخرین کا علم رکھتا ہوں۔  
قرآن مجید میں قرآن پاک کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل کا ارشاد ہے:-

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْبَيِّنَاتِ بِكُلِّ شَيْءٍ  
یعنی اے محبوب ہم نے آپ پر ایسی کتاب کو نازل فرمایا جو تمام چیزوں کو بیان کرنے والی ہے۔

## علم مافی الارحام

یہ علم مافی الارحام تو یہ بھی مجازاً اور عطائی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندوں پر ظاہر ہے جس کے سینکڑوں شواہد موجود ہیں۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:-

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِذَاتِ الْحَارِثِ وَخَلَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا لِيَلِيَّةٍ قَالَ مَا هُوَ قَالَتْ إِنَّهُ اشْدِيدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنِّي قَطَعْتُ مِنْ جَسَدِكَ قِطْعَةً فَطَعْتُ قَدْ قَعْتُ فِي حَجْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ خَيْرًا لِيَلَدٍ قَاطِمَةً إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَلَا مَا يَكُونُ فِي حَجْرِكَ فَوَلَدَتْ قَاطِمَةً الْحُسَيْنَ فَكَانَ حَجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ كَانَتْ مِنْ الثَّقَاتِ فَيَا ذَا عَيْنَيَا رَسُولُ اللَّهِ فَهَرِيقَانِ الدَّمْعُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ بِأَيِّ أَنْتَ وَأُمِّي مَا لَكَ قَالَ آتَانِي حَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَيْرٌ لِي أَنْ أُمِّي سَتَقُولُ لِي هَذَا فَقُلْتُ هَذَا فَآلِ لَعَمْرُكَ آتَانِي بِتَوْبَةٍ مِنْ يَدِهِ أَحْمَدُ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵)

یعنی حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک ناگوار خواب دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا :-

”وہ کیا ہے ؟“

میں نے عرض کی :-

”حضور وہ شدید خواب ہے۔“

آپ نے فرمایا :-

”وہ کیا ہے“

میں نے عرض کی :-

”آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا الگ ہو کر میری گود میں آ گیا ہے“

آپ نے فرمایا :-

”تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے عنقریب میری بیٹی فاطمہ کے ہاں

ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں کھیلے گا۔“

حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر میں آپ کی طرف متوجہ

ہوئی تو آپ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی :-

”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان رہے آپ کا کیا حال ہے؟“

آپ نے فرمایا :-

”میرے پاس جبریل آئے تھے اور انہوں نے یہ خبر دی ہے کہ عنقریب

میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی۔“

میں نے عرض کی :-

”اس بیٹے کو“

آپ نے فرمایا :-

”ہاں“

پھر فرمایا :-

”اس نے مجھے اس کی قتل گاہ کی شرح مٹھی بھی لا کر دی ہے۔“

مندرجہ بالا حدیث پاک میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر کا ذریعہ

آپ نے حضرت جبریل کو بتایا ہے۔ جبکہ امام حسین کی ولادت پاک کے بارے میں

آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے ہاں بیٹا

پیدا ہوگا۔

ہم یہاں متکدین سے پوچھتے ہیں کہ آخر علم ما فی الدرام اور کسے کہتے ہیں

بہر کیف! آپ کے علم کے بارے میں ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں :-

میرا بیٹا صلح کرائے گا

عَنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُنَبِّئُكَ بِالْحَسَنِ إِلَى جَنْبِهِ

يَنْظُرُ وَإِلَيْهِ مَرَّةً دَيِّقُوهُ ابْنِي هَذَا سَيِّدًا وَلَعَلَّ

اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (بخاری ص ۱۰۰)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ میں نے ابابکر سے سنا انہوں

نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا

آپ کی آغوش میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے

آپ کبھی امام حسن کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف اور فرماتے

میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ مسلمانوں کے دو



گرد ہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

اس حدیث پاک کے ماسیہ پر معاشی نے لکھا ہے۔

قَوْلُهُ اَنْ يُصْلِحَ بِهِ تَرْفِيقٌ وَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ يَلْتَمِسُ  
الْمُسْلِمِينَ كَانُوا فَتَنِينَ فِرَاقَهُ مَعَهُ وَفِرَاقَهُ مَعَهُ مُعَاوِيَةَ  
وَكَانَ الْحَسَنُ يُؤَمِّدُهُ اَخَى النَّاسِ بِسَدِّ الْأَمْرِ قَدْ عَاوَى  
مُشْفِقَةً عَلَى أُمِّ حَنْزَلَةَ إِلَى تَرَكَ الْمُلْكَ وَالْذُّنُوبَ غَنِيَةً عِنْدَ  
اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ ذَائِقًا لِقِلَّةٍ وَلَا ذَائِقًا لِقَدْرٍ بَاطِلَةٍ عَلَى الْمَوْتِ  
أَذْبَعُونَ النَّفْسَ - (حاشیہ بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "میرا یہ بیٹا صلح کرے گا" تو ایسا ہی ہوا۔ اور ایک جماعت امام حسن کے ساتھ اور ایک امیر معاویہ کے ساتھ ہوگی۔ حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں امر خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ مگر باوجود حق پر ہونے کے آپ نے ملک چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت فرمائی۔ یہ آپ کی اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر شفقت تھی ورنہ تو آپ کی فوج کی قلت تھی اور نہ ہی سامانِ حرب کم تھا۔ کیونکہ چالیس ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ پر مروت کی بیعت کی تھی۔"

حضرت امام حسن کی صلح کب ہوئی

حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امیر معاویہ کی صلح کی بات خواب کی تعبیر میں نہیں بتائی بلکہ پیشگوئی اور غیبی

خبر کی صورت میں تھی۔ یہ نابینا حضرت علیہ السلام نے خواب کی تعبیر میں سات سال شادابی کے سات سال قحط سالی کے۔ اور اس کے ایک سال بعد دوبارہ بارش ہونے کے متعلق فرمایا تھا۔ گویا یہ خواب کے وقت سے پندرہ سال بعد کی بات تھی۔ مگر ہمارے آقا نے نعمت یس اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے بارے میں یہ بات اس وقت بتائی جب ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ پھر جب امام حسن علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً آٹھ سال ہوئی تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔

بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ دو سال سات ماہ ہے۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور دو سال چاند ماہ ہے۔ آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بارہ سال ہے۔ آپ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کا پورا زمانہ اور آپ کے بعد امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا تقریباً چھ ماہ کا دور گزر جانے کے بعد جب خلافت راشدہ کا دور تیس سال میں مکمل ہوا تو آپ نے ملک و حکومت سے دستبردار ہو کر امیر معاویہ سے صلح کر لی تاکہ مسلمانوں کو قتل ہونے سے بچا لیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کی صداقت پر بھی ٹھہر گئے کہ میرے بعد خلافت راشدہ کا دور تیس سال ہے۔

بہر کیف! حضور یس اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشگوئی میں ان امور کی نشان دہی فرمائی تھی۔

- ۱۔ مسلمانوں کے دو گرد ہوں میں جنگ کی تیزی مقل ہو جائے گی۔
- ۲۔ حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔



- ۳۔ حضرت امام حسن علیہ السلام صلح کے علمبردار ہوں گے۔  
۴۔ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح ہو جائے گی۔

## نبی غیب دان کی غیب دانی کا انکشاف

وہابیہ کا دعویٰ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ کوئی کہاں مرے گا حالانکہ حضور  
وساتتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ  
اجمعین کی شہادت اور موت کے بارے میں بتایا اور ان کے فوت ہونے  
کی جگہ کا تعین فرمایا۔ بیساکہ آپ سابقہ اوراق میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ  
عندہ کی شہادت گاہ کے بارے میں جان چکے ہیں۔ ایسے ہی آپ نے حضرت  
ابوذر غفاری کے مقام وفات اور حضرت جعفر طیار، حضرت علی رضی اللہ  
عندہما اور دیگر بے شمار حضرات کی شہادت کے بارے میں ان کے مقام  
شہادت کے بارے میں خبر دی۔

علاوہ ازیں آپ نے بدر کے قتل ہونے والے کافروں میں سے  
ایک ایک کی قتل گاہ کا ذکر فرمایا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-  
”خدا کی قسم! جہاں جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے  
لیے نشان لگایا تھا وہاں سے ایک انک جگہ کا بھی فرق نہیں پڑا۔  
(تاریخ حبیب الاسلام)

## ابو جہل کے قتل سے آگاہی

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری مدینہ میں سے تھے اور اُمیہ بن  
خلف رئیس مکہ کے ساتھ ان کے اچھے مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سعد  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف کعبہ کے لیے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو ابو جہل  
نے انھیں اُمیہ کے ساتھ دیکھ کر پوچھا:

”اُمیہ یہ کون ہے؟“

اُمیہ نے کہا:

”یہ سعد ہے۔“

ابو جہل نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:  
”میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نہایت آسن کے ساتھ طواف کر رہا ہے حالانکہ تم  
لوگوں نے ایسے لوگوں کو پناہ دے رکھی ہے جنہوں نے نبی اکرام  
ہے، اور تم لوگوں نے انھیں مدد دینے کا بھی وعدہ کر رکھا ہے۔  
خدا کی قسم تو ابو صفوان یعنی بنو اُمیہ کے ساتھ نہ ہوتا تو اپنے گھر  
والوں کے ساتھ خیریت سے نہ جاتا۔“

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اے ابو جہل! اگر تو ہمیں طواف کعبہ سے روکے گا تو ہم تمہیں ایسی  
جگہ سے روکیں گے جو تم پر سخت ہوگی۔“

اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر کہا:

”اے سعد! یہ مکے کا سردار ہے اس کے سامنے آواز بلند نہ کیجئے۔“  
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اے اُمیہ! تو مجھے سمجھاتا ہے۔ میری بات چھوڑ۔ خدا کی قسم میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے۔“



امیہ نے کہا:

”کیا یہ بات انہوں نے مکہ میں کہی تھی۔“

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”یہ میں نہیں جانتا۔“

چنانچہ جب کفار مکہ نے جنگ بدر کی تیاری کی تو ابو جہل جو انوں کو جنگ کے لیے گھروں سے نکال رہا تھا۔ اور امیہ جنگ کے لیے جانے سے انکار کر رہا تھا۔ بالآخر جب ابو جہل نے اسے یہ کہا تو سر دایرہ ہے۔ اگر تو نہ گیا تو دوسرے لوگ بھی نہیں جائیں گے۔ تو وہ تیار ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا:

يَا اُمَّ صَفْرَانِ جَهَنَّمِيْنِي

یعنی اے ام صفوان میرا سامان تیار کیجئے۔

اس نے کہا:

وَقَدْ نَيْسِلْتُ مَا قَالَتْ لَكَ اَخُوْلَكَ يَسْتَرْجِيْ

یعنی تو اپنے شہر کی بھائی کی بات بھول گیا۔ اس نے تیرے قتل

ہونے کی بابت بتایا تھا۔

امیہ نے کہا:

”میں زیادہ آگے نہیں بڑھوں گا۔“

مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافران پر ہوا ہو کر رہا۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے میدان میں قتل ہو گیا حتیٰ قَتْلَهُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۳)

وہ زبان جس کو سب کن کی سبھی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

قارئین کرام! اہل ایمان اور اہل سعادت حضرات کے ذوق و وجدان کے لیے یہ مختصر مضامین یقیناً ایک بیش بہا ذخیرہ ثابت ہوں گے۔ جب کہ اہل شقاوت کے لیے ہزاروں دلائل بھی کار آمد ثابت نہیں ہو سکتے۔ تاہم مقتولین بدر کے بارے میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَذَا امْصَرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَذَا هُمْنَا وَقَالَ قِمَاطُ أَحَدِهِمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سلم شریف ج ۲ ص ۵۶۳) یعنی جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس جس مقام پر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ فلاں یہاں اور فلاں یہاں مرے گا تو وہ اسی اسی مقام پر مرا۔ جہاں جہاں آپ نے نشان دیا تھا۔

فقیر کہتا ہے

اس طرف تقدیر عالم ہر گئی رضی تمام

جس طرف میرے محمد کا اشارہ ہو گیا

بہر کیف سورہ لقمان کی آیات بینات میں جن پانچ امور کو اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل سبحانہ نے اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا ہے وہ ذاتی اور حقیقی اعتبار سے ہے۔ رہا مجاز اور فدائے تعالیٰ کی عطا سے ان امور کا مخلوق سے ظہور ہونا تو یہ ایک واقعاتی امر ہے اور اس سے حقیقی اور ذاتی علم سے تعارض تصادم نہیں ہوتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِذَا الْبَلَاءُ الْمَلِيْنُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تحت



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ الْحَبِيبِ اللَّهُ

اللَّهُ تَعَالَى



يَا رَسُولَ اللَّهِ

مَسْحُ الْعَيْنَيْنِ

بِاسْمِ

صَلَّى اللَّهُ

سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَى بِنُورِ جَمَالِهِ وَنُورِ قُلُوبِنَا بِعَنَائِتِ  
كَمَالِهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
أَجْمَعِينَ ..... اما بعد!

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک اور ہاتھ پاؤں  
شریف کو چومنے کے جواز میں چند احادیث شریف حاضر خدمت کی جاتی  
ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات کے دلوں کو مسرت ہونے کے علاوہ منکرین کے  
لئے برہان عظیم و سیف الیم ثابت ہوں۔

اسی کے ضمن میں ثابت ہو جائے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی  
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں مبارک کو چومتے رہے بلکہ خود  
صحابہ بھی ایک دوسرے کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تھے اور یہی معززین مشائخ کا  
معمول رہا۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بوسہ دینے کی حدیث اول

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ بْنِ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ  
فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشْرَةً مِنَ الْوُلْدِ مَا قَبِلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ  
مُسْتَفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرکار  
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کو بوسہ دیا جب کہ اقرع بن حابس آپ کے پاس تھے۔ اقرع نے  
کہا میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ پس نبی کریم علیہ  
الصلوٰۃ والسلام نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں  
کیا جائے گا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ بوسہ دینا اولاد کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
سنت مبارک اور رحم یعنی نرمی کرنے کی علامت و نشانی ہے۔

### حدیث ثانی

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ  
أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْعًا وَهَدْيًا وَدَلًا وَفِي رَوَايَةٍ حَدِيثًا وَكَلَامًا  
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ

قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاجْتَنَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ  
عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَاجْتَنَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا۔

(رواہ ابو داؤد و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا: میں  
نے کسی ایک کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ شکل و ہیئت  
اور صورت میں نہیں دیکھا اور روایا ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ  
الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
خدمت اقدس میں حاضر ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی طرف کھڑے  
ہوتے اور ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور پھر جب حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو حضرت  
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی طرف احتراماً کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ  
مبارک پکڑتیں، بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی  
اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اب ان حضرات کی فضیلت میں خصوصی  
دو حدیثیں جماعت فرمائیں۔



## حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین کی شان میں حدیث

وَعَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قُلْتُ لِأُمِّی دُعِیْ اَتِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاصْلُبْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاسْأَلْهُ اَنْ یَسْتَغْفِرَ لِیْ وَكَذَلِكَ فَاتَتْ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیَتْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّیَ حَتّٰی صَلَّی الْعِشَاءَ ثُمَّ اِنْفَضَلَ فَتَبِعَتْهُ فَسَمِعَ صَوْنِیْ فَقَالَ مَنْ هَذَا اَحْذِيفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا احْبَبْتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اَنْ هَذَا مَلَكٌ لَمْ یُنْزَلْ الْاَرْضَ قَطُّ هَذِهِ الْمَلِکَةُ اسْتَاذَنْ رَبَّہَا اَنْ یُسَلِّمَ عَلَیَّ وَیَسْتَسْرِیْ بِاَنْ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْحَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْحَنَّةِ۔ رواہ الترمذی وقال حدیث غریب۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے اپنی امی جان کو کہا مجھے اجازت دو کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں اور پھر عرض کروں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے اور میری والدہ کے لئے استغفار فرمائیں۔ پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ساتھ نماز

مغرب ادا کی۔ پھر آپ نے نوافل پڑھے، یہاں تک کہ نماز عشاء ادا

فرمائی۔ پھر آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر کی طرف چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا۔ میری آواز سن کر آپ نے فرمایا کون ہے؟ کیا تو حذیفہ ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ہاں سرکار نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اور تیری ماں کو بخشے۔

بے شک یہ ایک فرشتہ ہے جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اتر ا۔ اب یہ اپنے رب العالمین سے اجازت لے کر آیا ہے اور مجھ پر سلام عرض کیا اور یہ بشارت مجھ کو دی کہ بے شک سیدہ فاطمہ الزہرا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

فائدہ: حضرت حذیفہ کے بغیر بتانے کے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! تیری کیا حاجت ہے، اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اور تیری ماں کو، یہی علم غیب ہے جو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے جانتے ہیں۔

اَرْجِعْ عَنْ هَذَا الْمَكَانِ اِلٰی اَصْلِ الْمَقْصِدِ۔

میں اب اس مکان سے اصل مقصد کی طرف لوٹا ہوں۔

حدیث ثالث

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ اَتٰی بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَتْهُ فَقَالَ



إِنَّمَا أَنَّهُمْ مُبْخَلَةٌ مُّحِبَّةٌ وَأَنَّهُمْ لَمِنْ رَّبِّحَانِ اللَّهُ۔ رواه في شرح السنن۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے کو لایا گیا۔ تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور فرمایا بے شک یا تو وہ باعثِ بخل ہیں یا بزدلی اور بیشک وہ بھی اللہ کے رزق میں سے ایک رزق ہے۔

#### حدیث رابعہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدٌ بَنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَأَنَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يُحَرِّثُ نَوْبَهُ وَاللَّهُ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَأَعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ۔ رواه الترمذی (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں آئے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو حضرت زید نے آکر دروازہ پر دستک دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف کھڑے ہوئے، بچے کو اس حال میں کہ آپ کپڑوں کو گھسیٹ

رہے تھے۔ خدا کی قسم میں نے آپ کو اس سے پہلے یا بعد کبھی بھی بچے کو نہیں دیکھا تو آپ نے آتے ہی ان سے معافہ کیا اور ان کو بوسہ بھی دیا۔

#### حدیث خامس

وَعَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ رواه ابوداؤد و ترمذی فی شعب الایمان۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت شعبی سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے ان سے معافہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ سبحان اللہ کیا ہی انداز لطف و کمال کرم ہے

تیری ہر ہر ادایہ ہوں فدا مجھے ہر ادایہ ناز ہے

یہ احادیث مبارکہ وہ تھیں جن میں نبی کریم شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ دینا ثابت ہے۔ اب وہ احادیث شریفہ ذکر کی جاتی ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوسہ دیا۔ سنئے:



صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو بوسہ دیا

### حدیث اول

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَبَّلْنَا يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۶۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صحابہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ سبحان اللہ کیا ادب اور محبت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

فائدہ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارکہ کو بوسہ دینا جائز ہے پھر قَبَّلْنَا صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم ہے جس سے ظاہر ہے کہ سب صحابہ کا یہ عمل ہے کسی ایک صحابی کا نہیں۔ ہم اہل سنت کے لئے تو ایک صحابی کا قول و فعل بھی قابلِ قد عمل ہے چہ چائیکہ سب صحابہ متفق ہوں مگر وہابی نجدی کے دل میں بغض ہو تو ہم کیا کریں۔

ایک اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا

### حدیث نمبر ۲

فَقَالَ الْعَرَبِيُّ اِنَّكَ لَيُاسُحِدُ لَكَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ

اَقْبَلَ يَدَيْكَ وَرَجُلِيكَ فَاَذِنَ لَهُ۔ (الشفاء شریف صفحہ ۱۲۵ جلد ۱)

ترجمہ: پس ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دو کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میں کسی ایک کے لئے سجدہ کرنے کا حکم فرماتا تو اول عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں۔ پھر اس اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دو کہ میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کی اجازت دے دی۔

### حدیث نمبر ۳

وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُطَيْبٍ رَجُلٍ "مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مِرَاجٌ "بَيْنَمَا يَضْحَكُ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاصِرَتَيْهِ يَعُوذُ فَقَالَ أَصْبِرْنِي وَقَالَ اصْطَبِرْ قَالَ عَلَيْكَ قَمِيصٌ "وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ" فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيصِهِ فَاحْتَضَمَهُ جَعَلَ يَقْبَلُ كَشْحَهُ فَقَالَ اِنَّمَا ارَدْتُ هَذَا يَارَسُولَ اللَّهِ۔ رواه ابوداؤد (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت اسید بن حطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات



انصار میں ایک آدمی تھا جس کی طبیعت میں مسخری کرنا تھا، گفتگو سے ایک قوم کو ہنسار ہاتھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جسم پر لکڑی سے ٹھوکر لگائی تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ مجھے قصاص دیجئے کہ آپ نے مجھے لکڑی سے مارا ہے۔ آپ نے فرمایا لو۔ اس شخص نے عرض کی کہ آپ کے جسم پر قیص ہے میرے جسم پر قیص نہ تھی۔ تو سرکار نے اپنی قیص اٹھا کر فرمایا لو۔ اس آدمی نے حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو پر بوسہ دیا، عرض کیا کہ یا رسول میں نے یہی ارادہ کیا تھا

دل عاشق حیلہ گر باشد

عاشقوں کے دل کے لئے حیلہ درکار ہے

صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں پر بوسہ دینا

حدیث نمبر ۴

وَعَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَايَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَتَقَبَّلَ بِذِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَهُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۲)

ترجمہ: حضرت زارع جو عبد القیس قبیلہ کے قاصد واپسی تھے فرماتے ہیں

جب ہم مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے تو اپنی سواریوں کو جلد دوڑاتے اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر سرکار کے ہاتھ اور پاؤں مبارک پر بوسہ دیتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں شریفہ کو

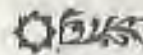
یہودیوں کا بوسہ دینا

حدیث نمبر ۵

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ إِنَّ قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ قَبِلُوا بِذِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَيْهِ - (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۶۳)  
ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک قوم نے حضور شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔

فائدہ: ہمارے حضور پاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہودی بھی سر تسلیم خم ہیں۔ یاد رہے کہ یہودیوں کی تقلید ہمارے لئے جائز نہیں ہے مگر حدیث تقریری کے لحاظ سے یہ حجت ہو سکتی ہے۔ خلاصہ: جب یہودیت چلی جائے تو ایمان کے ساتھ بوسہ دیا جاسکتا ہے۔





اب وہ احادیث شریف پیش کی جاتی ہیں جن میں صحابہ کرام علیہم السلام

الرضوان و مشائخ عظام ایک دوسرے کے ہاتھوں کو احتراماً بوسہ دیتے تھے۔

صحابہ کرام اور مشائخ عظام بھی ایک دوسرے کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تھے

حدیث نمبر ۱

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يَقْبَلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرَحْلِيهِ۔

(الادب المفرد امام بخاری صفحہ ۲۵۴)

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ و پاؤں شریف کو بوسہ دیا۔

ثبوت نمبر ۲

وَسَكَانُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَأْخُذُ بِرِكَابِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ

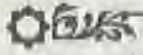
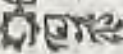
اللَّهُ عَنْهُ وَيَقُولُ هَكَذَا أُمِرْنَا أَنْ نَفْعَلَ بِعُلَمَاءِ نَافِيًا خُذْ زَيْدٌ بِيَدِهِ

فَيَقْبِلُهَا فَيَقُولُ هَكَذَا أُمِرْنَا نَفْعَلُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ۔ (نزہۃ المجالس جلد ۸۵)

یعنی جب حضرت زید بن حارثہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہ کے پاس آتے یا جاتے تو حضرت عبداللہ ان کی سواری کی رکاب پکڑتے

اور فرماتے: ایسے ہی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حکم دیا



گیا ہے کہ ہم اپنے علماء کرام کے ساتھ سلوک کریں۔ حضرت زید رضی اللہ

عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پکڑتے اور بوسہ

دیتے اور فرماتے کہ ایسے ہی ہمیں سرکار رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت اطہار کا احترام کریں۔

مسلم بن حجاج کا حضرت امام بخاری کی آنکھوں پر بوسہ دینا

ثبوت نمبر ۳

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمْدُونَ قَالَ جَاءَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ إِلَى

الْبُخَارِيِّ فَقَبَّلَ يَدَيْ عَمِيهِ وَقَالَ دَعْنِي أَقْبِلُ رَجُلِيكَ يَا أَسْتَاذَ

الْأَسْتَاذِينَ وَنَبِيَّ الْمُتَحَدِّثِينَ..... الخ۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳)

ترجمہ: احمد بن حمدون سے روایت ہے کہ مسلم بن حجاج حضرت امام بخاری

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام بخاری کی دونوں آنکھوں کے درمیان

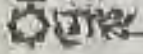
بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اے استاذ المحدثین استاذوں کے استاد مجھے اجازت

دو کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں۔

فائدہ: ان دلائل سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم السلام رضوان اور ان کے بعد

آنے والے مشائخ کا بھی یہی مسلک و ادب رہا ہے۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال یعنی موت





شریف کے بعد حضرت عثمان بن مطعون کو بوسہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعد از وصال بوسہ دیا۔ ثبوت کے لئے حدیث شریف مشاہدہ فرمائیں:

(الْحَدِيثُ وَهُوَ اهَذَا) عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيِّبٍ الْقَيْنِ وَكَانَ يَطْسُرُ الْإِبْرَاهِيمَ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ وَيَحْجُودُ لِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَرِفَانِ الْحَدِيثُ - (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف کے پاس آئے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی دائیہ کے شوہر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نور نظر ابراہیم کو اس سے پکڑا اور بوسہ دیا پھر سوگھا پھر واپس کر دیا کچھ وقت بعد پھر آئے تو آپ کے صاحبزادے ابراہیم اپنی جان کو سخاوت کر رہے تھے یعنی قریب الموت تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ اولاد کو بوسہ دینا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

سنت پاک ہے۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ "فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ذِمْرِهِ نَسْلُ عَلَى خَدَّيْهِ" - (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰۵)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ کو حالت فوتگی میں بوسہ دیا اور میں دیکھ رہی تھی کہ آپ کے دونوں رخساروں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حدیث: عَنْ أَنَسِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ - (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیا جب کہ آپ کا وصال شریف ہو چکا تھا۔

وَفِي السَّابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ قَالُوا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ - (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)



ترجمہ: ایک باب میں حضرت ابن عباس و حضرت جابر اور ام المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوسہ دیا جب کہ بظاہر آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

فائدہ: ان دونوں احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو فوت ہونے کے بعد بوسہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال شریف کے بعد بوسہ دیا۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوسہ دینے کے بعد کتاب اللہ کو بوسہ دینے کے دلائل سنئے:

### قرآن مجید کو بوسہ دینے کا ثبوت

وَرَوَى عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَأْخُذُ الْمُصْحَفَ كُلَّ غَدَاةٍ وَيُقْبِلُهُ وَيَقُولُ عَهْدُ رَبِّي وَمَنْشُورُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقْبِلُ الْمُصْحَفَ وَيُمْسِكُهُ عَلَى وَجْهِهِ - (حاشیہ سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۶۳)

ترجمہ: روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صبح قرآن کریم کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور فرماتے یہ میرے رب کریم عزوجل

کا عہد و منشور ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کو بوسہ دیتے اور اپنے چہرے پر ملتے۔

تقبیل کے باب میں قرآن کریم کو بوسہ دینا بھی واضح ہو گیا اب ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور شہنشاہ ارض و سما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں منبر شریف پر بیٹھتے تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس جگہ کو بھی بوسہ دیتے تھے۔ ثبوت کے لئے دلیل حاضر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر پر ہاتھ رکھ کر اپنے چہرے پر رکھنا

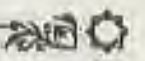
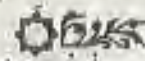
وَرَوَى ابْنُ عُمَرَ وَأَضْعَفُ يَدَاهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِهِ -

### عالم مدینہ حضرت امام مالک کا ادب

لِهَذَا كَانَ مَالِكٌ "رَحِمَهُ اللَّهُ لَا يَرِيبُ بِالْمَدِينَةِ ذَابَةً وَكَانَ يَقُولُ أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَطَاءَ تُرْبَةً فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَافِرٍ ذَابَةٍ - (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

صاحب شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ





والہ وسلم منبر شریف پر بیٹھتے تھے وہاں اپنے ہاتھ مبارک رکھتے پھر اپنے چہرہ

پر رکھتے اسی لئے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ طیبہ کی مقدس سرزمین پر اپنی سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے حیا آتا ہے کہ میں اپنی سواری کے پاؤں سے اس سرزمین کو تاروں جس پر حضور شفیع یوم النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

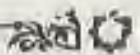
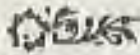
فائدہ: معلوم ہوا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہر چیز جو نسبت رکھنے والی صحابہ کرام علیہم الرضوان و دیگر علمائے حق کے نزدیک قابل احترام و بوسہ ہے۔ اسی لئے حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ مدینہ طیبہ کی سرزمین مقدسہ کا حیا و احترام کرتے ہیں۔

اس لئے کہ ان میں حیا ہے۔ نجدی، وہابی حیا نہیں کرتے کیوں کہ ان میں حیا نہیں ہے۔

عطر کی خوشبو اسی شیشی سے آئے گی جس میں عطر ہو۔ میں اپنے احباب کی تسکین خاطر کے لئے مزید دلیل پیش کرتا ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر شریف کو  
وجہ قلبی کا بوسہ دینا

هُوَ هَذَا أَحْكَمِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجِبُّ



إِسْلَامَ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ لِأَنَّهُ كَانَ تَحْتَ يَدِهِ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ

وَكُنُوتًا تَسْلِمُونَ بِإِسْلَامِهِ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْزُقْ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ  
الْإِسْلَامَ فَلَمَّا أَرَادَ دَحِيَّةُ الْإِسْلَامَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ أَنَّ يَامُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ  
إِنَّ دَحِيَّةَ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْآنَ فَلَمَّا دَخَلَ دَحِيَّةَ الْمَسْجِدَ رَفَعَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ وَبَسَطَهُ عَلَى الْأَرْضِ بَيْنَ  
يَدَيْهِ فَقَالَ دَحِيَّةُ هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى رِدَاءِهِ فَبَكَى دَحِيَّةُ مِنْ كَرَمِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ رِدَاءَهُ وَقَبَّلَهُ وَضَعَهُ عَلَى رَأْسِهِ  
وَعَيْنَيْهِ۔ (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۸۳)

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت دحیہ کلبی کے اسلام کو پسند فرماتے کیوں کہ  
سات سو افراد کے گھر اس کے ماتحت تھے اور دعا فرماتے کہ الہی دحیہ کلبی  
کو اسلام کا رزق عطا فرما۔ جب حضور علیہ السلام نے دحیہ کلبی کے اسلام  
کا ارادہ فرمایا تو نماز صبح کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی حضرت جبریل علیہ  
السلام نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا

ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ دحیہ آپ کے پاس اس وقت آ رہا ہے۔ جب دحیہ



کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر شریف جسم سے اتاری اور وحیہ کلبی کے آگے بچھا دی۔ وحیہ کلبی نے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شفقت و محبت دیکھ کر رو پڑے اور چادر کی طرف اشارہ کیا اور اٹھا کر بوسہ دے کر اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور مشرف بہ اسلام ہوا۔

فائدہ: حضرت وحیہ کلبی کے اس واقع سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی چادر شریف بھی قابل احترام و لائق تعظیم و بوسہ ہے مگر اس وقت جب کہ ایمان اپنی پوری فوج لے کر قلعہ دل کو پھاڑ کر اندر داخل ہو گیا، وہاں اس سے انکار اس وقت ہی ہوگا جب کہ دیو یا دیو کی بیٹی کے دل میں ایمان نہ ہو۔ جب ایمان کی روشنی نہیں ہے تو پھر نفرت بھی ہو سکتی ہے اور انکار بھی۔

حضرات گرامی: جب حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چادر شریف قابل بوسہ اور لائق احترام ہے تو پھر حضور کے نام نامی اسم گرامی کو بوسہ دینے میں کون سے چیز مانع ہے۔ ہم اس کو ایمان اور دیانتداری سے واضح کرتے ہیں جب کہ اس مسئلہ کو ہمارے حریف وہابی نجدی، دیوبند نے معرکہ الارکی بنا رکھا ہے۔ خواہ مخواہ تنازعہ فیہ بنا کر قسم قسم کے فتوے دے رہے ہیں۔

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو چومنا اور آنکھوں پر لگانا منکھوت قرار دے رہے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعِدُّنَا صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمِ بِحَرَمَتِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر کیا کرنا چاہیے اور کیا پڑھنا چاہیے

سنیئے! حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کے دلائل و برہان حاشیہ جلالین تحت آیت صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا اِنَّ الصَّلٰوةَ وَالتَّسْلِیْمَاتِ مُوَاطِنٌ "فَیْمُنْهَا اَنْ یُّصَلِّیْ عِنْدَ سَمَاعِ اِسْمِ الشَّرِیْفِ فِی الْاِذَاَنِ قَالَ الْقُسْتَانِیُّ فِی شَرْحِ الْکَبِیْرِ نَقْلًا عَنْ کَثَرِ الْعِبَادِ اَعْلَمَ اَنَّهُ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ النَّابِیَةِ قُرْءٌ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ یُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالبَصْرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَنْرِ الْاِیْمَانِ عَلٰی الْعَیْنِ۔ فَانَّهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِدُ الْاِیْمَانِ الْحَنِیْءِ اَنْتَهِیْ فَرَمَاتے ہیں: جب اللہ کریم نے حکم فرمایا کہ اے ایمان والو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھو۔ تو درود و سلام کے پڑھنے کے لئے کچھ مقامات ہیں، ان میں سے ایک مقام درود و سلام کا یہ بھی

ہے کہ اذان میں آپ کے اسم یعنی نام مبارک سنتے وقت درود و سلام پڑھا



جائے۔ امام قسطلانی شرح کبیر میں کنزل العباد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جان اذان میں شہادت ثانیہ کی پہلی شہادت کے وقت قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہے۔ اے اللہ کے رسول آپ کے ساتھ میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی۔ پھر یوں کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اے اللہ! میری قوت سماع اور بصرہ میں نفع دے اور پھر اپنے دونوں آنکھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے قائد جنت ہوں گے۔ محاشی آگے ذکر کرتا ہے اور حضور شیخ امام ابوطالب محمد بن علی الکی رَفَعَ اللَّهُ ذَرَجَتَهُ در قوت قلوب روایت کردہ از ابن عیینہ کہ پیغمبر علیہ السلام بمسجد در آمد ابو بکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہامین با چشم خود راسح کرد و گفت قُرْءَةً عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وچوں بلال رضی اللہ از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابا بکر ہر کہ بگوید آنچه تو گفتی از روی شوق بِلِقَائِي مِنْ وَبَكْنَدَ آنچه تو کردی خدای در گذارد گناہان ویرا آنچه باشد نو کہنہ خطا و عمد و نہاں و آشکار اور مضمرات بریں وجہ نقل کردہ و قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِي الْاَذَانِ فَقَبِلَ ظَفَرِيْ اِيْهَا مَيَّةٌ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَهْمُ اَبَدًا۔ (حاشیہ جلالین صفحہ ۳۵۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بوسہ دینا

ترجمہ: حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ قوت قلوب میں حضرت عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آنکھوں کے ناخنوں کو آنکھوں کے ساتھ لگایا یعنی بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے اذان میں میرا نام سنا اور اپنے ناخنوں کو بوسہ دیکر اپنی آنکھوں پر رکھا وہ زندگی میں کبھی پریشان نہیں ہوگا۔

شامی کی عبارت میں آ رہا ہے جو عوام حضرات کی نظروں کے سامنے صاف آئینہ کی طرح عیاں ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام چومنے پر علامہ شامی کا فتویٰ  
علامہ شامی نے یوں لکھا ہے:

يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ مَسْمَعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى



اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَبِغَدِّ السَّابِقَةِ مِنْهَا قُرْءٌ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفَرِ الْأَيْمَانَيْنِ عَلَى  
الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَنَا إِلَى الْجَنَّةِ كَذَلِكَ كُنَّا الْعِبَادَ  
وَنَسْخُو فِتَاوَى الصُّوفِيَةِ وَبِئْسَ كِتَابُ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبْلَ ظَفَرِي الْيَمَانِيَةِ  
عِنْدَ سَمَاعِ الشَّهَادَةِ يَا مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللَّهُ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدٌ لَكَ  
وَمَقْدَحَةٌ فِي صَفَةِ الْجَنَّةِ..... الخ (شامی ج ۱ ص ۳۹۸)

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ پہلی شہادت کے وقت  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھا جائے اور دوسری شہادت کے وقت  
قُرْءٌ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پھر کہے اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ  
اللہ میری آنکھوں کی نظر اور قوت سماع میں نفع دے۔ پھر اپنے دونوں  
انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر رکھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم اس کے لئے جنت کی طرف قائد ہوں گے۔

وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف

خرمن عسلیاں پہا بکلی گراتے جائیں گے۔

ایسے ہی کثر العباد میں ہے اور اس کی مثل فتاویٰ صوفیہ و کتاب

افرادوں میں ہے کہ جس شخص نے اذان میں شہادۂ ثانیہ پر اِنْ مُحَمَّدٌ

الرَّسُولُ اللَّهُ کے وقت اپنے آنکھوٹھوں کے ناخنوں پر بوسہ دیا تو رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کا قائد اور جنت کی صفوں میں داخل  
کرنے والا ہوں گا (سبحان اللہ)

شہد سے بیٹھا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام

چونے سے صبح ہوئی میری شام

حضرات یہ تھا آئینہ حق جس کی صفائی میں مسلک اہل سنت و روئے  
روشن کی طرح واضح ہو گیا مگر کور آنکھ کی بینائی کہاں۔ دیوبندی متکروں کے  
دل کی صفائی کہاں۔ اس جہ دیوبندی مسلک کا حکیم نور احمد یزدانی مسکن  
کڑھی غوث حافظ آباد اپنی کتاب ”صلوۃ الرسول“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھتا ہے:

”مذکورہ بالا حدیث کے سباق میں آں حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ سننے والو تم بھی گواہی دو کہ محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے لیکن اس کے برعکس بجائے

اس شہادت کے اپنے آنکھوٹھے چومنے لگ جاتے ہیں یہ

اجابت ہے نہ اطاعت بلکہ کھلا انکار اور انحراف ہے رسم دین

میں ایک نیا اضافہ ہے اور تمام علماء اس کے بدعت ہونے پر



متفق ہیں۔ پھر انگوٹھے چومنے کے جواز پر جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ سب کی سب موضوع اور منکھروت ہیں۔ علامہ شامی، علامہ سیوطی، ملا علی قاری، علامہ سخاوی وغیرہم رحمہم اللہ سب حضرات ان احادیث کو موضوع کہتے ہیں۔

حضرات یہ تہمی دیوبندی مسلک کی کتب جس میں علامہ شامی کی شامی وغیرہ کا حوالہ صفحہ ۲۶ نمبر دے کر عوام کی نظروں میں غبار ڈال دی۔ پھر نجد دروازے سے گذر کر رسول دشمنی کا پورا پورا ثبوت دے دیا اور علامہ شامی وغیرہ پر بہتان لگا دیا۔ حالانکہ علامہ شامی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو چومنا مستحب فرما چکے ہیں اور اس مصنف کتاب کا دین میں اس کو اضافہ اور منکھروت انحراف کہنا یہ کتنی زبان بے لگام ہے جس کو ذرہ بھر شرم و حیا نہیں۔ آیا علماء حق کی خیانت و بددیانتی کرتے ہوئے ویل و ستر کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ العیاذ باللہ۔

اب سنئے کہ علامہ شامی یا امام سخاوی وغیرہم نے کیا فرمایا ہے:

وَقَالَ إِمَامُ سَخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ وَالْمَرْفُوعُ مِنَ الْحَدِيثِ هُوَ أَخْبَرُ الصَّحَابِيِّ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامِ۔

یعنی امام سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ حدیث مرفوع وہ ہے جس سے صحابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے خبر دے۔

ضعیف حدیث بھی محدثین کیلئے قابل عمل ہے  
علامہ شامی کا فرمان

علامہ شامی فرماتے ہیں:

يَقُولُ الْفَقِيرُ قَدْ صَحَّحَ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَحْوِيلُ الْأَخْبَارِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي الْعَمَلِيَّاتِ فَيَكُونُ الْحَدِيثُ الْعَدَنُ كَوْرٌ غَيْرُ مَرْفُوعٍ لَا يَسْتَلِزِمُ تَرْكَ الْعَمَلِ بِمُضْمُونِهِ وَقَدْ أَصَابَ الْقَهْطَسْتَانِيُّ فِي الْقَوْلِ فِي الْأَسْتِحْبَابِ۔

ترجمہ: یعنی فقیر (علامہ شامی) یہ کہتا ہے کہ علماء نے حدیث ضعیف کے ساتھ عمل کرنا صحیح فرمایا ہے۔ علمیات میں ضعیف حدیث کے ساتھ اخذ عمل جائز ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ مذکورہ حدیث غیر مرفوع ہونے سے اصل میں ترک عمل لازم نہیں آتا۔

حضرات گرامی یہ تھا اصل مسئلہ جو الحمد للہ برہان قاہرہ سے واضح ہو گیا۔

خدا شات و مشکلات سے نکل کر ساحل بحر پر روز روشن کی طرح ضیا پذیر ہوا۔



عالم دین کے ہاتھ پر بوسہ دینا جائز ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس پر یوں فیصلہ فرماتے ہیں: بوسہ دادن دست عالم راجائز است و بعض گفتند مستحب است۔ (اشعۃ النعمات ص ۲۱ ج ۲) یعنی عالم پر چیز گار کے ہاتھ پر بوسہ دینا جائز ہے۔ بعض نے اس کو مستحب کہا ہے۔ حضرت علامہ شامی و حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہم الرضوان کے فتاویٰ جات کی عبارات پڑھنے کے بعد امید ہے کہ یار کے دل میں اتر جائے گی یہ بات میری

بوسہ دینے کے باب میں مشہور حدیث جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حجر اسود کو بوسہ دینے کا ذکر ہے ایمان کی تازگی کے لئے سماعت فرمائیں اور آخری راوی زید بن اسلم انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ الْحَجَرِ وَقَالَ لَوْلَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۱۸)

راوی کا فرمان ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو میں

نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے حجر اگر تجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

امام مسلم نے مسلم شریف باب ذکر حج ص ۴۱۲ ج ۱ میں مختلف الفاظ سے اس حدیث شریف کو ذکر فرمایا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم شریف کے صفحہ ۲۴۹ جلد ۱ پر اس حدیث شریف کو بیان فرمایا ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو بوسہ دینا

وَهُوَ هَذَا وَقَبْلَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ بَكَى حَتَّى غَلَا نَشِيبُهُ فَأَنفَقَتْ إِلَيَّ وَرَأَيْتُ فَرَاءَ غُلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا الْحُسَيْنِ هَهُنَا تَسْكُبُ الْعِبْرَاتِ وَتُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عَلِيٌّ "رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ هُوَ يَنْفَعُ وَيَنْفَعُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ إِنْ اللَّهُ تَعَالَى نَعِمَ أَخَذَ السَّيْفَ عَلَى السُّرْيَةِ كَتَبَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا ثُمَّ أَلْقَاهُ هَذَا الْحَجَرُ فَهُوَ يَشْهَدُ بِالْعَمَلِ مِنْ بَيْنَ قَاءٍ وَيَشْهَدُ عَلَى الْحَامِرِ بِالْحَقِّ وَفِيهِ قَدْ ذَكَرْتُ هُوَ مَعْنَى قَوْلِ النَّاسِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنَّكَ

وَتَصَلِّيُ بَيْنَ كِتَابِكَ وَوَقَاءٍ بَعْدَكَ۔ (احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۲۴۹)



ترجمہ۔ اور بوسہ دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو اور فرمایا میں تجھے خوب جانتا ہوں اے حجر اسود کہ نہ تو ضرور دیتا ہے اور نہ ہی نفع اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ پھر روئے یہاں تک کہ آپ کے رخسار تر ہو گئے۔ پھر آپ پیچھے کی طرف پھرے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور فرمایا اے ابوالحسن یہاں عبرتیں پائی جاتی ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہے۔ حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ اے امیر المؤمنین یہ حجر اسود ضرر بھی دیتا ہے اور نفع بھی۔ فرمایا وہ کیسے حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اولاد آدم علیہ السلام سے پختہ وعدہ لیا تو ان پر لکھا پھر اس حجر اسود کو گواہ کیا۔ پس یہ مومن کے حق میں قیامت کو وفاداری اور کافر کے حق میں جفا و بے وفائی کی شہادت دے گا۔

### حضرت آدم علیہ السلام کا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بوسہ دینا

فائدہ: جب محبت و اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حجر اسود شریف کو بوسہ دیا جانا عین ایمان و فلاح عاقبت ہے تو نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چومنے اور بوسہ دینے میں کوئی خرابی ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ نام نامی

اسم گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چومنا یہ پیاری سنت سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے سنیے حضرات وَالسَّاعَةُ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذْ مَقَعَهُ إِلَى وَقِيلَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا فِيهَا قَالَ الْبَشَرُ حَبِيبِي فَأَنْتَ سَيِّدُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔ (حجت اللہ علی العالمین علامہ یوسف نبھانی صفحہ ۲۲۵)

یعنی جب یہ گوہر یگانہ بے مثل نور ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے پاس تھا تو آدم علیہ السلام نے اپنی طرف ملایا اور پھر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا خوش ہو جاؤ اے حبیب آپ اولین آخرین کے سردار ہیں۔ پھر رضوی کیوں نہ کہے کہ "شہد سے بیٹھا ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" مگر نجدی کی غار جگر میں کیوں سوز و جلن ہے۔

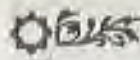
سچ فرمایا امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ارے تجھے کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخار ہے"

ضیاء دل کے لئے مزید میدان محبت میں آگے قدم بڑھائیں اور یہ سلیم دل کی راحت بھی ہوگی اور مریض قلب کی شفا بھی:

دو سو سال کا گنہگار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا  
اسم گرامی چومنے سے نجات پا گیا

وَأَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِيهِ الْحَلْبِيَّةَ عَنْ وَهْبٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِي



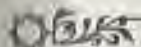


إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ "عَصَى اللَّهَ مَاثِي سَنَةً ثُمَّ مَاتَ فَأَخَذُوهُ فَأَلْفَوْهُ عَلَى

مَرْبَلَةٍ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى أَنْ أَخْرِجْ فَصَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَبِّ بَنُو  
إِسْرَائِيلَ شَهِدُوا أَنَّهُ عَصَاكَ مَاثِي سَنَةً فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ هَكَذَا كَانَ  
كُلُّهَا لِنَسْرِ التَّوْرَةِ وَنَظَرَ إِلَيْهِ اسْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَلَّةٌ  
وَوَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ شَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ وَغَفَرْتُ ذُنُوبَهُ  
وَرَزَقْتُهُ سَبْعِينَ خُورَاءً" (الخصائص الكبرى ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ: ابوعبید نے اپنے حلیہ میں حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے تخریج  
فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے دوسو سال اللہ رب  
العزت کی نافرمانی کی جب مرا تو بنی اسرائیل نے اس کو گندگی پر پھینک دیا۔  
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ جائے اس پر  
نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رب العالمین بنو  
اسرائیل نے اس کی دوسو سال کے گناہگار ہونے کی گواہی دی ہے آپ کی  
نظر عنایت اس پر ہونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا اللہ رب العزت نے اے موسیٰ  
اس آدمی نے ایک مرتبہ تورات شریف کھولی اس میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم دیکھا تو اس کو چوما اور اپنی آنکھوں پر رکھا اس وجہ سے میں نے اس کی

تندرستی اور اس کے گناہ معاف فرمادیے بلکہ میں نے جنت میں ستر خوروں



کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا ہے۔

سبحان اللہ کیا کرم خداوندی ہے کہ محبوب کا نام چومنے والا دوسو سال  
کا گناہ گار پاپی آدمی بخشش پا کر جنت کی ستر خوروں کا مخدوم بنا۔

دوستاں راجہ اکئی محروم چونکہ بدشمنان نظر داری

عزیزان ملت جب ایک یہودی کو نام مقدس چومنے سے یہ انعام  
حاصل ہے تو فلا مان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کیوں نہیں؟ ضرور  
ہے اور ہوتا رہے گا۔

ہو توفیق ادباً چومنا نام مصطفیٰ صلی اللہ

لہ ہو فلاح رضوی بنام مصطفیٰ صلی اللہ

مشکل ہے سفر اور نجد کا خطرہ بھی

خدا کرے ہو فضل حق بنام مصطفیٰ صلی اللہ

ہر مشکل کی دوا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ

محبت و فیوض برکات کے سلسلہ میں تسلیات سبع کی تفصیل عرض کی  
جاتی ہے جس کو مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حق علیہ الرحمۃ نے روح

البیان میں ذکر کیا ہے۔ اس سے عوام سنی بھائیوں کو روحانی فائدہ بھی ہوگا اور



مکرمین کے لئے جان لیوا ہتھیار بھی ثابت ہوگا۔ مذکورہ مفسر علیہ الرحمہ نے

تحت آیت ان الله ملاحکته فرماتے ہیں ومنها قوله

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيلَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَجِيَّ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْتَارَهُ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ شَرَفَهُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ عَظَّمَهُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ كَرَّمَهُ اللَّهُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْعَدْلِيِّينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاَوْلِيَّينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاٰخِرِيْنَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْمُرْسَلِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْاُمَّةِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَظِيْمَ الْهِمَّةِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَامِلَ لَوَاءِ الْحَمْدِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَقَامِ الْمَحْمُودِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَاقِيَ الْخَوْضِ الْمُرْوُودِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْثَرَ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْوَلَدِ الْأَدَمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَكْرَمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُشَيْرَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيرَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَالسَّرَاجَ الْمُتَنِيرَ

لِلصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ التَّوْبَةِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُصْغِيَّ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَاقِبَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُخْتَارَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَاجِيَّ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَحْمَدَ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَمَلَائِكَتُهُ وَرُسُلُهُ وَحَمَلَةُ عَرْشِهِ وَجَمِيعُ خَلْقِهِ  
عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۷ ص ۲۳۶)

فرماتے ہیں: این صلوات راصلوات فتح گویند چہل کلمہ است صلواتی  
مبارکت و نزد علماء معروف و مشہور و بہر مرادی کہ بخوانند حاصل گردد ہر کہ  
چہل بار بعد از ادائے فرض بگوید کار فرودست او بکشد۔

صلوٰۃ والسلام ہر مشکل کی دوا ہے

یعنی اس صلوٰۃ کو صلوٰۃ فتح کہتے ہیں۔ یہ چالیس کلمات ہیں اور علماء  
کے نزدیک یہ صلوٰۃ مبارک و مشہور و معروف ہے۔ جس مراد کے لئے پڑھیں  
وہی حاصل ہوگی۔ جو شخص صبح کے فرض ادا کرنے کے بعد پڑھے گا جو کام  
اس کا رکاز کا ہوا ہو حل ہو جائے جائے گا۔

عَلَى الْمُصْطَفَى صَلَوَاتُ أَقْبَانِ صَلَاتِهِ أَمَانٌ مِنَ الْأَقْبَاتِ وَالْخَطَرَاتِ

تَحِيَّتُهُ أَصْلُ الْمَنَامِ مِنْ قَاطِلِيهِمَا بِهَا حُمَلَةُ الْخَيْرَاتِ وَالْبَرَكَاتِ

یعنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھو کیونکہ آپ پر صلوٰۃ

پڑھنا ہر خطرات اور بلیات سے امن دینے والی اعلیٰ چیز ہے۔



امن وامان کا یہی تھمد ہے بس اس کے ساتھ طلب کرو تمام  
خیر و برکات کیوں حضرات یہ ہے صاحب روح البیان کا فیصلہ اور عمل جو  
۱۱۲ھ کے متوفی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ والسلام کا یہ کوئی نیا معمول نہیں ہے بلکہ  
سابقین علمائے امت کا پرانہ محبوب و وظیفہ ہے جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں  
کہ یہ درود و سلام نیا بنالیا گیا ہے وہ خود جاہل ہیں اور دولتِ علم سے خالی  
ہیں۔ بھائیو یاد کرو پڑھو اور پڑھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔

فقیر نہایت عاجزی سے التماس کرتا ہے کہ اس عاجز کے لئے بھی  
دعائے بخشش کریں کہ خداوند کریم اس درود و سلام کا صدقہ ہر مقام مشکل  
سے آسانی فرمائے۔ آمین

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهِ اَجْمَعِيْنَ  
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

طالب وعاء

بندہ محمد انور رضوی





# مولانا کی دوسری تالیف

■ البرکات

■ مَسْحُ الْعِشْنِینِ بِاسْمِ سَیِّدِ الْکَوْنِینِ ﷺ

■ نجات اہل سنت